REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPERS FOR INDIA AT NO-R.N 61/57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD NO P/GDP-3

جلد ۲۶ شمارہ ۳۲

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب مدیر:- جاوید اقبال اختر، محمد انعام غوری

شرح چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالک غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

ہفت روزہ بدر قادیان

THE WEEKLY BADR QADIAN. PIN 143516.

۲۴ر شعبان ۱۳۹۷ھ | ۱۱ر ظہور ۱۳۵۶ ہش | ۱۱ر اگست ۱۹۷۷ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۸ ظہور (اگست) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ یکم اگست ۷۷ء کی اطلاع مظہر ہے کہ

"حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ"

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت وسلامتی درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۸ر ظہور (اگست) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل وعیال تا حال حیدرآباد اور یادگیر کے سفر پر ہیں اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں حافظ وناصر رہے اور بخیریت مرکز سلسلہ تشریف لائیں۔

مسیح کی مزعومہ صلیبی موت پر خلائی ٹیکنالوجی کی مدد سے جدید ریسرچ کا انکشاف

اٹلی کے شہر ٹیورن میں محفوظ مقدس کفن وہی ہے جس میں مسیح کا جسم لپیٹا گیا تھا

اٹلی کے شہر ٹیورن میں کلیسیا کے پاس مسیح علیہ السلام کا جو مقدس کفن محفوظ ہے اس کے سائنٹیفک مشاہدہ اور تحقیق سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیب سے زندہ اتارے گئے۔ زمانۂ حال میں معرض وجود میں آنے والی خلائی ٹیکنالوجی کی مدد سے بھی اس بارہ میں مزید ریسرچ کا سلسلہ جاری ہے اور نئے نئے انکشافات منظر عام پر آ رہے ہیں چنانچہ اس ٹیکنالوجی کی مدد سے بھی اس بارہ میں جو مزید ریسرچ کی گئی ہے اس سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ ٹیورن میں محفوظ مقدس کفن وہی کتانی یا سوتی کپڑا ہے جس میں صلیب پر سے اتارے جانے کے بعد مسیح علیہ السلام کے جسم کو لپیٹا گیا تھا اس سلسلہ میں گھانا کے معروف انگریزی روزنامے "گھانین ٹائمز" نے اپنے ۱۳ر مئی ۱۹۷۷ء کے شمارہ میں روم سے موصول ہونے والی ایک خبر "مقدس کفن" کے زیر عنوان شائع کی ہے اس کا اردو ترجمہ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے :-

"مقدس کفن"

"روم ۱۲ر مئی بروز جمعرات

خلائی تحقیق کی ایک امریکی جماعت نے اس امر کا ایک نیا ثبوت بہم پہنچایا ہے کہ شمال مغربی اٹلی کے شہر ٹیورن (TURIN) کے کلیسیا میں جو مقدس کفن محفوظ چلا آرہا ہے۔ اسے جس انسانی جسم کے گرد لپیٹا گیا تھا۔ وہ یسوع مسیح کے سوا اور کسی کا جسم نہ تھا۔

ویٹیکن میں بشپ کا درجہ رکھنے والے ایک بلند پایہ فاضل محترم گیولیو ریسی (MONSIGNOR GIULIO RICCI) نے روم میں حال ہی میں اس امر کا انکشاف کیا ہے کہ امریکہ کا فضائی اور خلائی تحقیقات سے متعلق انتظامی ادارہ جو "ناسا" (NASA) کے نام سے موسوم ہے اور جس کا ہیڈ کوارٹر کیلیفورنیا کے شہر پاساڈینا (PASADENA) میں واقع ہے اس کے تحت پروان چڑھنے والی خلائی ٹیکنالوجی اُن زخموں کے متعلق بہت تفصیلی مواد بہم پہنچا رہی ہے جو مقدس کفن میں لپٹے ہوئے شخص کو کوڑوں، صلیب اور کانٹوں کے تاج کی سرگونہ اذیت سے پہنچے تھے۔

ویٹیکن کے اس فاضل نے اس طرف بھی اشارہ کیا کہ اس مقدس کفن کی وجہ سے عہد نامہ جدید میں مذکور بہت سے ضمنی واقعات کو سمجھنے میں بھی بہت مدد ملی ہے۔ مثال کے طور پر اس کا کہنا یہ ہے کہ پیلاطوس کوڑوں کی سزا کے ذریعہ مسیح کو مروانا نہیں چاہتا تھا۔ حالانکہ اس زمانہ میں یہ معمول نہ تھا۔ (کہ اس امر کا اہتمام کیا جائے کہ کوڑے مارنے کے نتیجہ میں مجرم ہلاک نہ ہونے پائے) اس کا ثبوت یہ ہے کہ کفن سے عیاں یہ ہوتا ہے کہ کوڑے مسیح کے جسم کے غیر اہم حصّوں پر مارے گئے تھے یعنی بازوؤں پر اور سینہ کے پہلوؤں کی جانب نہ کہ اس حصہ پر جس میں دل ہوتا ہے۔

کفن کے کپڑے پر خون کے دھبوں کے نشان بالکل واضح ہیں اور اس کے رنگ سے اس امر کی نشاندہی ہوتی ہے کہ مُر خاص طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ مُر قدیم زمانہ کا ایک مرکب محلول تھا جو مرور زمانہ سے رنگ کے پھیکا پڑ جانے کے قدرتی عمل کو روک دیتا ہے۔

ایک خاص قسم کے پھول کے زیرگل کے دریافت ہونے والے آثار نے (جو پہلی صدی میں یہودیہ میں پایا جاتا تھا اور جو اب معدوم ہو چکا ہے۔ اس امر کی شہادت فراہم کی ہے کہ اس کفن میں جس مصلوب کو لپیٹا گیا تھا اُس کی وفات اس زمانہ میں واقع ہوئی تھی (یعنی اسے اُس زمانہ میں ہی فوت شدہ تصور کیا گیا تھا۔ ناقل) جس زمانہ میں (عیسائی عقیدہ کی رُو سے۔ ناقل) مسیح نے وفات پائی تھی۔

کفن کی تاریخ کے بارہ میں تازہ ترین تحقیق کفن کے اس سوتی کپڑے کے ان فوٹوؤں پر مبنی ہے۔ جو ۱۹۶۹ء میں سیمابی لیمپوں سے نکلنے والی تیز بنفشی شعاعوں کی مدد سے لئے گئے تھے۔ ان تصویروں کو ۱۹۷۵ء اور ۱۹۷۶ء میں اس تکنیکی طریقے سے بڑا کیا گیا۔ اور ایک خاص عمل میں سے گزارا گیا تھا۔ جو پاساڈینا کی خلائی تحقیق کے مرکز میں چاند اور مریخ کی تصاویر کو بڑا کرنے کے لئے ایجاد کیا گیا ہے۔"

(ترجمہ از "گھانین ٹائمز" بابت ۱۳ر مئی ۱۹۷۷ء)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان (۱۴۳۵۱۶) سے شائع کیا ٭ پروپرائٹر۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
۱۱ر ظہور ۱۳۵۶ ہش

پاکستان میں سیلاب کی عبرتناک تباہ کاریاں

بنگلور سے شائع ہونے والے ہفت روزہ نشیمن کا ایک عبرت انگیز شذرہ "پاکستان کا سیلاب اور اس کی تباہ کاریاں" اس پرچہ میں دوسری جگہ بجنسہٖ نقل کیا گیا ہے۔ یہ وہ ہفت روزہ ہے جو ہمیشہ ہی جماعت احمدیہ کی مخالفت میں پیش پیش رہا ہے۔ عجب تصرّفِ الٰہی ہے کہ اس اخبار کے زیر نظر شذرہ کا ایک ایک لفظ ہر سوچنے والے کے لئے عبرت کا ایک مرقع بن گیا ہے۔ پوری تفصیل تو آپ کو مکمل شذرہ پڑھنے سے معلوم ہوگی تاہم اس کی افتتاحی اختتامی چند فقرات میں اصل بات کا خلاصہ اور نچوڑ آگیا ہے لکھا ہے :۔

"نہیں معلوم کیا بات ہے کہ پاکستان تین سال سے لگاتار سیلاب کا نشانہ بن رہا ہے اور سیلاب بھی اس قیامت کا اس کی روک تھام انسانی طاقت سے باہر ہے کبھٹو کے برسر اقتدار آنے کے بعد جو دو بڑے سیلاب آئے انہوں نے پورے پاکستان کو ہلا کر رکھ دیا"

اسی شذرہ کے آخری حصہ میں حالیہ سیلاب کی تباہ کاریوں اور گذشتہ تین ماہ ملک میں اندرونی خلفشار کے نتائج کا ذکر کرتے ہوئے پاکستان کے مستقبل کا جن حسرتناک الفاظ میں ذکر کیا ہے وہ بھی کچھ کم سبق آموز نہیں ہے لکھا ہے :۔

"سیلاب کا جو مالی نقصان ہوا ہے اس کا اندازہ لگایا جا رہا ہے اندیشہ یہ ہے کہ یہ نقصان اربوں روپیوں کا ہے ایک طرف پاکستان عوامی احتجاج کے سبب تین ماہ کے دوران پیداوار کی کمی صنعتی نقصانات بربادی وغیرہ کا شکار تھا۔ اور قرضوں کے بوجھ سے دبا ہوا تھا۔ اور اس کے اقتصادی ڈھانچے کی کمر ٹوٹ چکی تھی اب سیلاب نے رہی سہی کسر پوری کر دی۔
نہیں معلوم کہ اس ملک کو اچھا دن دیکھنا کب نصیب ہوگا؟ اور جملہ آفات سے اس کو کب نجات ملے گی۔ کوئی نہ کوئی مصیبت اس ملک میں موجود رہی ہے"

(ہفت روزہ نشیمن بنگلور ۳۱ر جولائی ۱۹۷۷ء صفحہ ۳)

(۲) دوسرے نمبر پر کراچی میں ایک ہی دن میں قیامت خیز بارش پر پاکستان ٹائمز مجریہ ۳ر جولائی کا اداریہ پڑھیں جس میں معاصر رقمطراز ہے :۔

"گذشتہ جمعرات (۳۰ر جون ۱۹۷۷ء) کو کراچی میں جو موسلا دھار بارش ہوئی وہ آسمان سے پانی ٹوٹ پڑنے کے مترادف تھی اس نے موت اور تباہی و بربادی کا ایک ناقابلِ یقین سلسلہ اپنے پیچھے چھوڑا ہے چھ گھنٹے کے مختصر عرصہ میں چھ انچ بارش ریکارڈ ہوئی اس کے نتیجہ میں عملاً طوفانِ نوح اُمڈ پڑا ۱۹۳۶ء کے بعد سے اب تک اتنا پانی پہلے کبھی نہیں برسا تھا۔ اور اس نے جو تباہی مچائی اپنی وسعت کے لحاظ سے اس کی پہلے کوئی مثال موجود نہیں ہے۔ زندگی اب اس شہر میں صحیح معنوں میں مفلوج ہو کر رہ گئی ہے......"

(ترجمہ پاکستان ٹائمز ۳/۷/۷۷ صفحہ ۳)

(۳) تیسرے نمبر پر اس جگہ پاکستان کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق کی دوسری نشری تقریر ۲۳/۷ کا وہ آخری حصّہ قابلِ ذکر ہے جو خالصتہً روحانی سلوک پر مشتمل ہے موصوف نے اہلِ پاکستان کو دردمندانہ انداز میں خطاب کرتے ہوئے یہ دعوتِ فکر دی کہ لوگ اپنے متعلق ظاہر ہونے والے قدرتی سلوک کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ کیا ہمارے اعمال ایسے ہیں جن کے نتیجہ میں ہم خدا کی خوشنودی اور اس کی رضا کے مورد بن رہے ہیں یا قدرت کی طرف سے اس طرح کے حالات ظاہر ہو رہے ہیں جن سے خدا کے عذاب اور اس کے غضب کا قیاس ہوتا ہے۔

❊ ❊ ❊

کس قدر سبق آموز اور عبرت انگیز ہیں یہ تینوں اقتباسات !! انسان کی حالت بھی عجیب ہے اپنی ہی آنکھوں سے آیات اللہ، عبرت و موعظت کے صحیح اور ناقابلِ تردید واقعات دیکھتا ہے۔ وقتی طور پر کسی قدر متأثر بھی ہوتا ہے لیکن وقت گزر جانے پر بات آئی گئی کر دیتا ہے عبرت کا بڑے سے بڑا حادثہ بھی اس کے دل پر دیرپا اثر نہیں چھوڑتا قساوتِ قلبی کی اس سے بڑھ کر افسوسناک حالت اور کیا ہوگی۔ !! اس کے ساتھ وہ اس امر پر بھی کسی وقت سنجیدگی اور متانت سے غور و فکر کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا کہ خدائے رحیم و کریم جو ماں سے زیادہ مہربان ہے اور باپ سے بڑھ کر شفقت کرنے والا ہے اپنی ہی مخلوق کی ــــ اور خاص طور سے خیر اُمّت کے افراد کی نسبت اس کا یہ بدلا ہوا سلوک کیونکر ظاہر ہونے لگا ــــ یہ صورتِ حال کیوں بدلی رحمتِ الٰہی کی جگہ عذاب اور اس کا غضب کیوں بھڑکنے لگا؟

جہاں تک جنرل محمد ضیاء الحق کی دعوتِ فکر کا تعلق ہے۔ ہم سمجھتے ہیں موجودہ زمانہ میں اسلامی ممالک کے سربراہوں میں سے جنرل محمد ضیاء الحق وہ دوسرے اسلامی سربراہ مملکت ہیں جنہوں نے اپنی قوم کو روحانی رنگ میں اعمال کا محاسبہ کرنے اور اپنی غلطیوں کا جائزہ لینے کی دعوت دی۔ ہمیں یاد ہے کہ ۱۹۶۷ء میں جب عرب اسرائیل تصادم ہوا۔ اور مشرقِ وسطیٰ میں عربوں کو کمر توڑ شکست ہوئی۔ تو مراکش کے شاہ حسن ثانی نے اپنی نشری تقریر میں جنرل محمد ضیاء الحق کی طرح ہی سچی بات کہہ ڈالی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ :۔

"عربوں کو مشرقِ وسطیٰ کی جنگ میں اپنے نفاق، غلط کاریوں اور گناہوں کے باعث شکست کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔ خدا نے ہمیں ہمارے اعمال کی سزا دی ہے اور ہمیں خبردار کیا ہے کہ اگر ہم آپس میں متحد نہ ہوئے۔ تو اس کا نتیجہ بجز تباہی و بربادی کے اور کچھ نہ ہوگا۔ ....
ارشادِ خداوندی یہ تھا کہ ہم ایک دوسرے پر کیچڑ نہ اُچھالیں لیکن اس کے برعکس ہم زبان و تحریر کے ذریعہ بارہا ایک دوسرے کی توہین کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ ارشادِ ربّانی یہ تھا کہ ہم اس کے فرمانوں سے روگردان نہ ہوں اور اپنا ضابطۂ حیات خدائی احکام پر عمل کی بنیادوں پر قائم کریں مگر ہم نے خدا تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل نہیں کی ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے رشتے توڑ چکے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس نے بھی ہم سے اپنا رشتہ توڑ لیا ہے"۔

(بحوالہ ہفت روزہ لاہور ۱۹ر جون ۱۹۶۷ء)

آیئے اسی پسِ منظر میں اخبار نشیمن کے مدیر محترم کے پیش کردہ معمّہ کے حل پر غور کریں۔ موصوف نے اپنے شذرہ کے ابتدائی حصّہ میں اس معمّہ کی طرف بایں الفاظ اشارہ کیا ہے :۔

"نہیں معلوم کیا بات ہے کہ پاکستان تین سال سے لگاتار سیلاب کا نشانہ بن رہا ہے اور سیلاب بھی اس قیامت کا کہ اس کی روک تھام انسانی طاقت سے باہر ہے"

اگر جان بوجھ کر آنکھیں بند نہ ہوں یا تجاہلِ عارفانہ کا طریق اختیار نہ کیا جائے تو دریافت کردہ معمّے کے حل کا سرا تو معاصر کے اپنے الفاظ میں موجود ہے جبکہ معاصر نے پاکستان میں سیلاب کی عبرتناک تباہ کاریوں کی تحدید "تین سال" خود ہی کر دی۔ اب کون نہیں جانتا کہ ٹھیک تین سال قبل اس ملک میں جماعت احمدیہ کے بارہ میں اکثریت نے جو فیصلہ دیا کہاں تک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں سے مطابقت رکھتا ہے۔ ایسا ظالمانہ فیصلہ کرنے والوں کو خود تو غیر مسلموں کو دینِ اسلام میں لانے کی توفیق نہ ملی۔ البتہ اس پُر جوش اور بلا ہوش فیصلہ کے نتیجہ میں لاکھوں لاکھ کلمہ گو افراد کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں حکماً دائرۂ اسلام سے خارج کر دیا۔ یہی نہیں بلکہ اس سرزمین پاکستان میں بے گناہ احمدیوں کے ساتھ وہاں کی اکثریت نے جو کچھ کیا ساری دنیا اس کی تفصیل سے واقف و آگاہ ہے۔ نہتے احمدیوں پر وہ کون سا ظلم و ستم تھا جو روا نہ رکھا گیا ہو ازراہ ظلم و تعدّی قتل وہ کئے گئے، گھروں سے وہ نکالے گئے، جائیدادوں سے وہ بے دخل کئے گئے مار پیٹ گالی گلوچ تو معمولی بات تھی اس روشن زمانہ میں آزاد ملک کے آزاد شہریوں کا کھلے عام اقتصادی اور سماجی بائیکاٹ کیا گیا اور اس پر سارے ملک میں فخر کیا جاتا رہا ان سے وہی کچھ سلوک کیا گیا جو آج سے چودہ سو سال پہلے شعب ابی طالب میں حضور پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

تقویٰ کے معنے یہ ہیں کہ انسان شیطانی حملوں سے اپنے آپ کو بچائے اور اپنی حفاظت کیلئے خدا تعالیٰ کی پناہ ڈھونڈے

اسلام کے تمام اوامر و نواہی کی بنیاد تقویٰ پر ہے اور حقیقی متقی وہی ہے جو ان اوامر و نواہی کو تقویٰ کے اصول پر بجا لا رہا ہو

احمدی جماعت کے ہر فرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ متقی بننے کیلئے انتہائی کوشش کر رہا ہو اور شیطان کی آواز کو نہ سننے والا ہو!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۶ ہجرت ۱۳۵۶ ہش مطابق ۶ مئی ۱۹۷۷ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

"کئی ہفتوں سے چھوٹی چھوٹی بیماری ساتھ لگی رہتی ہے جس کے نتیجہ میں ضعف دور ہی نہیں ہو رہا اور اس کی وجہ سے کام پر اثر پڑ رہا ہے۔

دوست دعا کریں

کہ اللہ تعالیٰ کامل صحت دے اور کام کرنے کی توفیق دے اور جس غرض کیلئے اس نے ہمیں پیدا کیا اور زندہ رکھا ہے اس غرض کو پورا کرنے کے لئے ہمیں انتہائی کوشش اور مجاہدہ کی توفیق عطا کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (الاعراف آیت ۳۶) اسی طرح فرمایا کہ تم خدا کے محتاج ہو خدا تمہارا محتاج نہیں ہے اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ (فاطر آیت ۱۶) انسان کا شیطان اس پر دو طرح حملہ کرتا ہے اس کا ایک حملہ تو اس رنگ میں ہوتا ہے کہ وہ انسان کو جھوٹے وعدے دے کر برائیوں اور گناہوں کی طرف بلاتا ہے اور دوسرا حملہ اس کا یہ ہے کہ وہ نیکیوں سے روکتا ہے اور خدا تعالیٰ کے قرب کی راہوں کو خدا کے بندوں پر مسدود کرنے کی کوشش کرتا ہے تقویٰ کے معنی یہ ہیں کہ ان ہر دو حملوں سے حفاظت کے لئے اور خود کو بچانے کے لئے انسان خدا تعالیٰ کی پناہ ڈھونڈے یہ بھی کہ شیطان کا یہ وار کہ وہ انسان کو گناہ یا بدی یا دوسروں کو دکھ پہنچانے پر جو اکساتا ہے۔ خدا تعالیٰ مدد کو آئے اور ڈھال بنے اور شیطان کے اس قسم کے حملوں میں شیطان ناکام ہو اور خدا تعالیٰ کی ڈھال اس کے نیک بندوں کو شیطانی حملوں سے محفوظ کر دے اور پھر دوسری طرف سے شیطان یہ حملہ کرتا ہے کہ انسان نیکیاں نہ کرے یا نیکیوں میں سستی دکھائے یعنی جتنی نیکی کر سکتا ہے اتنی نہ کرے اور

تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ

کے ماتحت اچھے اخلاق اس میں پیدا نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا رنگ اس پہ نہ چڑھے۔ ہر انسان کے شیطان کی یہ کوشش ہوتی ہے۔ چنانچہ اس محاذ پر خدا تعالیٰ کو ڈھال بنانے کا یہ مطلب ہے کہ اے خدا تیری راہ میں قدم بڑھانے کے راستے میں شیطان جو روک ڈالے، نیکیوں سے روکے حسن سلوک سے روکے انسان تیری رحمت اور رضا کے حصول کے لئے تیرے ساتھ صدق و صفا کا جو تعلق پیدا کرتا ہے اس کے رستے میں روک بنے تیرے بندوں کے ساتھ حسن سلوک کا جو حکم دیا گیا ہے اس کے رستے میں وہ روک بنے غرضیکہ ہر قسم کی نیکیوں کی راہوں میں جو شیطان روک بنتے ہیں اس کے اس قسم کے حملوں سے بچا اور خود ہمارے لئے ڈھال بن جا۔ تقویٰ کے یہ دونوں معنی ہیں۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اسلام نے جو احکام اور امر و نواہی دئے ہیں۔ ان میں سے ہر حکم پر جو انسان نے عمل کرنا ہے اس کی بنیاد تقویٰ پر ہے

تمام بدیوں سے چھٹکارا اسی وقت حاصل کیا جا سکتا ہے جب تقویٰ کی راہوں کو اختیار کیا جائے اور نیکیاں اسی وقت کی جا سکتی ہیں جب تقویٰ انسان کے روحانی وجود کی زینت ہے ہر حکم کے ساتھ تقویٰ ضروری ہے کوئی حکم جو برائی سے روکنے والا ہو یا اچھائی پر ابھارنے والا ہو وہ انسان بجا نہیں لا سکتا جب تک وہ

تقویٰ کی راہ

کو اختیار نہ کرے۔ اسی واسطے جب انسان بظاہر نیکی کر رہا ہو اور بظاہر تقویٰ کا مظاہرہ کر رہا ہو اس وقت بھی اگر حقیقی تقویٰ نہیں ہے تو وہ نیکی نہیں رہتی مثلاً صدقہ ہے صدقات دینا نیکی کا کام ہے تا (صدقہ کے مختلف معانی ہیں اس وقت ان معانی میں میں نہیں جاؤں گا۔) بظاہر یہ نیک کام ہے۔ لیکن اگر اس کے ساتھ تقویٰ نہیں، اگر صدقات بجا لانے والا متقی نہیں، اگر وہ تقویٰ کی راہوں کو اختیار نہیں کرتا۔ اور تقویٰ کی شرائط کو پورا نہیں کرتا تو صدقات نیکی نہیں رہتے۔

لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى (البقرہ آیت ۲۶۵)

اگر صدقات بھی ہیں اور مَنّ اور اذیٰ بھی ہے تو پھر وہ نیکی نہیں رہیں گے اس لئے تقویٰ ضروری ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بتایا ہے کہ

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے

اگر کسی نیکی کی جڑ اور اس کی اصل اور اس کی بنیاد تقویٰ نہیں تو وہ نیکی نہیں ہے

پس خدا تعالیٰ نے جو قرآن کریم میں ہمیں سینکڑوں احکام دئے ہیں کہ یہ نہ کرو حقیقی متقی وہ ہے جو ان تمام احکام کو

تقویٰ کے اصول

پر بجا لا رہا ہو، نہ کرنے والے احکام کو بھی اور کرنے والے احکام کو بھی جو شخص ایسا نہیں وہ کامل متقی نہیں۔ اور اگر کوئی شخص دو ایک باتیں ایسی کرنے والا ہو جو بظاہر نیکی ہوں اور باقی نہیں تو وہ متقی نہیں کہلائے گا۔ مثلاً ایک وقت میں بعض علاقے نو آبادیات کہلاتے تھے غیر ممالک نے ان پر قبضہ کیا ہوا تھا اور بظاہر یہ کہہ رہے تھے کہ ہم ان کی بڑی خیر خواہی کرتے ہیں۔ اور ان کی ترقیات کے منصوبے بناتے ہیں انگریزوں کی بھی نو آبادیات تھیں فرانسیسیوں کی بھی، ہالینڈ کی بھی، جرمنی کی بھی اور بیلجیم کی بھی تھیں پھر ان کی آپس میں لڑائیاں ہوئیں۔ کوئی پیچھے چلے گئے اور کوئی آگے آ گئے۔ میں مثال کے طور پر صرف ایک خلق کو لیتا ہوں جو بڑا بنیادی خلق ہے۔ وہ بنیادی خلق یہ ہے کہ دیانت کے اصول کو اپنانا چاہیئے۔ بددیانتی کے نتیجہ میں کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ نہ خدا ملتا ہے نہ دنیا ملتی ہے دنیا کی کوئی قوم جو بددیانت بن جائے کوئی قوم دیانت کے اعلیٰ معیار تک اپنے آپ کو نہ پہنچائے وہ ترقی کر ہی نہیں سکتی تنزل کر سکتی ہے۔ ترقی نہیں کر سکتی۔ اب جو غیر ممالک کے حاکم تھے جہاں تک ان کے اپنے

مالک کا تعلق ہوتا تھا وہ

انتہائی طور پر دیانتدار

تھے کوئی جرمن اپنے ملک سے بددیانتی نہیں کر رہا ہوتا۔ کوئی ہالینڈ کا باشندہ اپنے ملک سے بددیانتی نہیں کر رہا ہوتا۔ کوئی بیلجیم کا باشندہ اپنے ملک سے بددیانتی نہیں کر رہا ہوتا۔ لیکن ان کے تحت جو نوآبادیات تھیں وہاں کے ملکوں کے ساتھ وہ انتہائی طور پر بددیانت تھے۔ چنانچہ میں ۱۹۷۰ء میں جب باہر گیا تو پہلا ملک جہاں میں گیا وہ نائیجیریا تھا۔ میں بڑا حیران ہوا کہ قدرتی دولت کے لحاظ سے اتنا امیر ملک ہے لیکن عوام غریب ہیں۔ میرے دماغ میں یہ فقرہ آیا کہ "خدا نے تمہیں سب کچھ دیا تھا اور محروم کرنے والے نے تمہیں ہر ایک چیز سے محروم کر دیا"۔ وہاں کے جو سربراہِ مملکت تھے ان سے بھی میں نے یہ بات کہی تو انہوں نے اس وقت کہا ابھی ان کے دماغ میں یہی اثر تھا۔ کہنے لگے HOW TRUE YOU ARE, HOW TRUE YOU ARE یعنی کیسی سچی بات آپ کہہ رہے ہیں۔ لیکن وہ قوم جو باہر سے آکر ان پر حاکم بنی تھی۔ وہ اپنے ملک میں بڑی دیانتدار تھی۔ ہر پہلو میں، ہر شعبۂ زندگی میں وہ اپنے ملک میں دیانتدار تھی جب کپڑا بناتے تھے تو جو کہتے تھے کہ اس چیز کا یہ کپڑا بنا ہوا ہے وہی ہوتا تھا اگر کہتے تھے اتنے موٹے دھاگے سے بنا ہوا ہے تو اتنے ہی موٹے دھاگے کا ہوتا تھا۔ دوسری اشیاء جو وہ تیار کرتے تھے اور باہر بھیج رہے تھے وہ بڑی دیانتداری کے ساتھ بھیج رہے تھے۔ جہاں تک معاملات کا تعلق تھا اپنے باہمی معاملات اور تعلقات میں وہ بڑے دیانتدار تھے لیکن اسی وقت میں جب کہ وہ اپنے لئے دیانتدار تھے غیروں کے لئے بددیانت تھے۔ پس جو لوگ احکامِ الٰہی یا جو

انسانی فطرت کے تقاضے

ہیں ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ ان میں سے بعض کو پورا کریں اور بعض کو نہ کریں تو وہ حقیقی متقی نہیں حقیقی متقی بننے کے لئے ضروری ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے تمام احکام کو تقویٰ کے اصول پر بجا لا رہا ہو یا ہماری دنیوی زندگی میں جو ایک جدوجہد ایک مجاہدہ جاری ہے اگر وہ خلوصِ نیت کے ساتھ اور انتہائی کوشش کے ساتھ تقویٰ کے میدانوں میں آگے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہو تو اس کو بھی ہم متقی کہیں گے۔ کیونکہ اگرچہ وہ اپنی

استعداد کے انتہائی معیار پر

اور ارفع معیار پر ابھی نہیں پہنچا۔ لیکن اپنی استعداد کے ارفع معیار تک پہنچنے کے لئے حتی الوسع پوری کوشش کر رہا ہے۔ لیکن اگر ایک شخص مالی معاملات میں دیانتدار ہے۔ لیکن اپنے ملکوں میں بھی جہاں تک عورت کی عزت کا سوال ہے وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا تو اس کو ہم متقی نہیں کہیں گے۔ بلکہ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان یا تو اللہ کے فضل سے اپنی استعداد کی انتہاء تک پہنچ جائے اور پھر اسے قائم رکھنے کی خدا تعالیٰ سے توفیق پا رہا ہو۔ ایسا شخص حقیقی متقی ہے۔ یا متقی وہ بھی ہے کہ جو اس غرض اور اس مقصد کے حصول کے لئے اپنی کوشش میں لگا ہوا ہے نہ ٹھوکر کھاتا ہو اور پھر کھڑا ہو کر شیطان کی طرف نہ دوڑتا ہو۔ بلکہ اپنے خدا کی طرف دوڑ رہا ہو۔ استغفار اور توبہ کا یہی مفہوم ہے۔ انسان غلطی کرتا ہے اس کے اندر بشری کمزوریاں پائی جاتی ہیں پھر جتنا جتنا وہ تقویٰ کی رفعتوں میں بلند ہوتا چلا جاتا ہے۔ باریک باریک چیزیں جو عوام کے لئے گناہ نہیں ہوتیں اس شخص کے لئے گناہ بن جاتی ہیں۔ یہ ایک علیحدہ مضمون ہے۔ جو عارف تر ہے وہ ترساں تر ہے سب سے زیادہ

خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت

اس کے دل میں پائی جاتی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو تمام استعداد کا مالک ہے اس پر کوئی الزام ہے۔ اسی واسطے میں نے کہا تھا کہ حقیقی متقی وہ ہے جو اپنی استعداد کے لحاظ سے یا تو اپنے کمال کو پہنچ چکا ہو یا اپنی استعداد کے لحاظ سے اپنے کمال کے حصول کے لئے کوشش کر رہا ہو۔

ان لوگوں کے متعلق جو ہر پہلو سے خدا کا خوف رکھتے ہیں اور ہر پہلو سے خدا تعالیٰ سے پیار کرنے والے ہیں۔ اور یا تو اپنی استعداد کے کمال کو قریباً پہنچ چکے ہیں (ہمارے علم اور تجربہ کے مطابق کمال بھی بڑھتا جاتا ہے) اور یا اس کے حصول کے لئے کوشاں ہیں اور اس میں سستی نہیں دکھا رہے ان کے متعلق یہ ہے

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

کہ جو حقیقی متقی ہیں ان کو نہ کوئی پچھلا غم رہتا ہے اور نہ آگے کی کوئی فکر رہتی ہے یعنی جو غلطیاں انسان سے ہو چکی ہوتی ہیں

خدا تعالیٰ کے پیار کی آواز

کہتی ہے کہ میری ستاری نے انہیں ڈھانپ لیا۔ جس کو خدا تعالیٰ کی یہ آواز پہنچ رہی ہو کہ خدا کی ستاری نے اسے ڈھانپ لیا۔ اسے تو پھر کوئی غم اور فکر باقی نہیں رہتا اور جسے یہ وعدہ دیا گیا ہو کہ ہم تمہاری انگلی پکڑ کر تمہیں آگے ہی آگے لے جائیں گے اس کو بھی کوئی فکر نہیں ہے۔ ھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ (الاعراف آیت: ۱۹۷) متقیوں میں سے ایک گروہ اپنے کمال کو پہنچا ہوا ہوتا ہے اور پھر کوشش کرتا ہے کہ کمال سے نیچے نہ گرے لیکن لوگ کمال تک پہنچنے کے بعد بھی گر جاتے تھے۔ اس کی مثالیں بھی پائی جاتی ہیں۔ قرآن کریم میں بھی ان کا ذکر ہے لیکن جو گروہ کمال کو پہنچا ہوا ہے اور کمال پر رہنے کی کوشش کر رہا ہے ان کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی آنکھیں بن جاتا ہے جن سے وہ دیکھتے ہیں خدا تعالیٰ ان کے کان بن جاتا ہے جن سے وہ سنتے ہیں، خدا تعالیٰ ان کے ہاتھ بن جاتا ہے جن سے وہ کام کرتے ہیں خدا تعالیٰ ان کے پاؤں بن جاتا ہے جن سے وہ چلتے ہیں۔ یعنی ان کی ہر حرکت اور سکون اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اور اس کی رضا کے سانچے میں اور اس کی برکتوں کو حاصل کرنے والی بن جاتی ہے ہر انسان کی یہ خواہش ہونی چاہیئے اور

میں سمجھتا ہوں

کہ ہر احمدی کی یہ خواہش ہے کہ خدا تعالیٰ کا اس قسم کا پیار کا سلوک اس کے ساتھ ہو۔ ہر احمدی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ متقی بننے کے لئے انتہائی کوشش کر رہا ہو اور شیطان کی آواز کو سننے والا نہ ہو۔

اسلام نے جو نیکیاں ہمیں بتائی ہیں وہ آگے پھر دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہیں۔ ایک حقوق اللہ ہیں جن کو ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ایک حقوق العباد ہیں جن کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ کہا گیا ہے صالح کے معنے عربی لغت میں یہ بتائے گئے ہیں کہ القائم بالحقوق والواجبات جو بھی حقوق اور واجبات کسی انسان پر ہیں ان کو قائم کرنے والا ہو۔ یعنی وہ ان کی ادائیگی میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کرتا اور اپنی ذمہ داریوں کو پوری توجہ کے ساتھ اور پوری ہمت کے ساتھ پورا کرتا ہے ان حقوق میں اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ہیں اور ان حقوق میں بندوں کے حقوق بھی ہیں کہ بندوں کے ساتھ مروت سے پیش آؤ ان سے حسنِ سلوک کرو، ان کے دکھوں کو دور کرنے کی کوشش کرو وغیرہ وغیرہ (صلاح کے معنی فساد سے الٹ ہیں) فساد کو مٹانے کی کوشش کرو فساد کی آگ کو اور زیادہ بھڑکانے کی کوشش نہ کرو۔ یہ متقی کا کام ہے

ایک احمدی کا کام

ہے۔ اور جس وقت وہ اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کامیاب ہو جاتا ہے

تو اس وقت اس کو جو بدلہ ملتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا پیار اور اس کی محبت ہے بہت بڑا صلہ ہے۔ اس کے مقابلے میں تو ہر دو جہان قربان کئے جا سکتے ہیں۔

ہمیں خدا تعالیٰ نے جذبہ بھی دیا ہے اور عقل و فراست بھی دی ہے بنیادی جذبہ جس کے پیچھے دوسرے سب جذبات چلتے ہیں خدا تعالیٰ کے ساتھ ذاتی محبت کا جذبہ ہے۔ محبت بھی ایک جذبہ ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے ساتھ ذاتی

محبت کے جذبہ کے نیچے

باقی سارے جذبات آجاتے ہیں اور جو شخص اپنے ربّ کریم سے ذاتی محبت رکھتا ہو اس کے اندر کوئی ایسا جذبہ نہیں پایا جائے گا جو اس محبت کے مخالف ہو۔ جس طرح خدا تعالیٰ ربّ العالمین ہے اور اس نے ہر چیز کو انسان کی خدمت کے لئے پیدا کیا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کا وہ بندہ بھی ہر انسان کی خدمت کرنا اپنے لئے ضروری سمجھتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو فراست بھی دی ہے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور آیت: ۳۶) نورِ فراست خدا سے خدا کا بندہ بھی حاصل کرتا ہے لیکن یہ نہیں ہے کہ ایک مومن کے اعمال محض فراست کی بنیادوں پر قائم ہوتے ہیں نہیں بلکہ وہ نورِ فراست اور جذبہ ہر دو کے امتزاج پر قائم ہوتے ہیں لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے فراست وہ جسے ہم نورِ فراست کہہ سکتے ہیں جو

اللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

سے انسان حاصل کرتا ہے اور جذبہ وہ جو اللہ تعالیٰ سے ذاتی محبت کے جذبہ کے ماتحت ہو۔ جب یہ دونوں مل جاتے ہیں تو عقل کام کرتی ہے بعض لوگ محض جذباتی فیصلے کرتے ہیں۔ اور فساد پیدا کرتے ہیں اور بعض لوگ محض عقل کے روکھے سوکھے فیصلے کرتے ہیں اور بہتوں کے لئے تنگی اور دم گھٹنے کے سامان پیدا کرتے ہیں انسان محسوس کرتا ہے کہ یہ کہاں سے آگیا ہے مجھ سے سانس بھی ٹھیک طرح نہیں لی جاتی اس قسم کے فیصلے ہو جاتے ہیں۔ ہمیں اُمّتِ مسلمہ کو اسلام میں یہ کہا گیا ہے کہ تم اپنے فیصلے نورِ فراست اور جذبہ کا جو حسین امتزاج ہے اس کی بنیاد پر کیا کرو کیونکہ نورِ فراست یعنی اللہ تعالیٰ کے نور اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان کا جو پیار کا تعلق ہے اس کی بنیاد پر جو فیصلہ ہوگا اس سے بہتر کوئی فیصلہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ایسے فیصلے ہمیں اپنی زندگیوں میں کرنے چاہئیں اور دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے۔

ہم خدا تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ قرآن کریم میں اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ کا اعلان کیا گیا ہے اور اللہ ہی الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ہے اس لئے یہ سمجھنا کہ اپنی کوشش سے ہم تقویٰ کے تقاضوں کو پورا کر لیں گے' اپنی کوشش سے ہم نورِ فراست کو حاصل کر لیں گے۔ یا۔

خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت

کے جذبہ کو ایسا بھڑکا دیں گے کہ ہر خس و خاشاک جل کر راکھ ہو جائے گا اور ختم ہو جائے گا۔ اور ہمارے لئے کسی دکھ اور کسی ضرر اور کسی عذاب کا موجب نہیں بنے گا۔ یہ غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تقویٰ کے بغیر کوئی نیکی ممکن نہیں کسی گناہ کو چھوڑنا ممکن نہیں اور تقویٰ کا حصول سوائے (۱) اس احساس کے کہ ہم خدا کے محتاج ہیں۔ خدا ہمارا محتاج نہیں اور (۲) دعائیں کر کے خدا تعالیٰ سے توفیق پانے کے اور کسی طرح ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان حقائقِ زندگی کو سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو مقبول کرے اور ہماری سعی کو مشکور کرے یعنی ان پر ہمیں اس طرح کے بدلے دے جس طرح انسان انسان کا شکر گذار ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ تو غنی ہے۔ اس میں شک نہیں لیکن جب بندہ اس کی طرف جھکتا ہے تو خدا کہتا ہے کہ میں جو

تمام قدرتوں کا مالک ہوں

میں نے ہر چیز اس بندے کے لئے پیدا کر دی لیکن یہ بندہ جو اپنے اندر ہزار کمزوریاں رکھتا ہے ہر چیز کو ٹھکرا کے میری طرف آیا۔ چنانچہ وہ اس کا بہترین بدلہ دیتا ہے اپنے پیار سے اور پیار کے نتیجہ میں جو کچھ مل سکتا ہے وہ پھر اس بندے کو مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے اور اللہ تعالیٰ اس دنیا سے فساد کو دور کرے اور انسان کیلئے امن کے حالات پیدا کرے۔

منقولات

پاکستان کا سیلاب اور اس کی تباہ کاریاں

نہیں معلوم کیا بات ہے کہ پاکستان تین سال سے لگاتار سیلاب کا نشانہ بن رہا ہے اور سیلاب بھی اس قیامت کا اس کی روک تھام انسانی طاقت سے باہر ہے۔ بھٹو کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد جو دو بڑے بڑے سیلاب آئے انہوں نے پورے پاکستان کو ہلا کر رکھ دیا۔ اس کے بعد حفاظتی تدابیر اختیار کی گئیں اور مختلف مقامات پر سیلاب کے خطرے سے پیشگی آگاہ کرنے والے اسٹیشنوں کو قائم کیا گیا۔ نہروں کا نیا نظام تیار کرکے پانی کے بہاؤ کو کم کرنے کی جو کوششیں کی گئی تھیں۔ نئے بندھ تعمیر کرکے پانی کو روکنے کا جو منصوبہ بنایا گیا تھا۔ اس کے سبب امید تو یہ تھی کہ اگر سیلاب آیا بھی تو نقصانات کم سے کم ہونگے کیونکہ اس کی شدت مذکورہ بالا تدابیر کی وجہ سے غیر مؤثر ہو جائے گی۔ لیکن اس سال جولائی کے اوّل ہفتہ میں جب سیلاب آیا تو معلوم ہوا کہ قدرت کے آگے انسانی تدابیر کا کوئی وجود نہیں۔ سیلاب کے ریلے نے کئی بندھ توڑ ڈالے۔ کئی محفوظ بندھوں میں شگاف ڈال دئے۔ نہروں کے نظام کو درہم برہم کرکے رکھ دیا۔ فوج۔ پولیس۔ سیکورٹی فورسس اور رضا کاروں کی دوڑ دھوپ کو بے حیثیت بنا کر رکھ دیا۔ ریل کے پُل بہہ گئے۔ بڑی بڑی شاہراہوں کے حصے لاپتہ ہو گئے۔ لاکھوں ایکڑ زمین تالاب بن گئی۔ ہزاروں گاؤں صفحۂ ہستی سے مٹ گئے۔ کئی افراد ہلاک ہو گئے۔ کئی ایک کا پتہ بھی نہیں چلا کہ کہاں گئے۔

پاکستان کے سیلاب سے متاثرہ علاقوں کا دورہ کرنے کے بعد ایک رپورٹر نے لکھا ہے کہ سیلاب سے کل ۱۶۰۰ گاؤں تباہ ہوئے ۵ لاکھ لوگ بے گھر ہو گئے۔ نو لاکھ ایکڑ زمین زیرِ آب آئی۔ اس میں سے ۵ لاکھ ایکڑ زمین زیرِ کاشت تھی پندرہ ہزار پانچ سو مکانات تباہ ہوئے۔ ۴۲ ہزار لوگوں کو محفوظ مقامات پر پہنچایا گیا۔ کئی ہزار لوگ کیمپوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ مویشی بہہ گئے یا ہلاک ہوئے ان کا کوئی حساب نہیں سیلاب سے جو مالی نقصان ہوا اس کا اندازہ لگایا جا رہا ہے۔ اندیشہ یہ ہے کہ یہ نقصان اربوں روپوں کا ہے۔ ایک طرف پاکستان عوامی احتجاج کے سبب تین ماہ کے دوران پیداوار کی کمی۔ صنعتی نقصانات۔ بربادی وغیرہ کا شکار تھا۔ اور قرضوں کے بوجھ سے دبا ہوا تھا۔ اور اس کے اقتصادی ڈھانچے کی کمر ٹوٹ چکی تھی اب سیلاب نے رہی سہی کسر پوری کر دی۔

نہیں معلوم کہ اس ملک کو اچھے دن دیکھنا کب نصیب ہوگا۔ اور جنتہ آفات سے اس کو کب نجات ملے گی؟ کوئی نہ کوئی مصیبت اس ملک میں موجود رہی ہے۔"

(ہفت روزہ نشیمن بنگلور ۲۱ جولائی ۱۹۷۷ء)

بی۔ایڈ میں داخلہ

قادیان ۸ اگست۔ مکرم محمد دین صاحب بدر درویش قادیان کی بیٹی عزیزہ نصرت بیگم بی اے اور مکرم محمد سعید صاحب انور آف مونگا کارکن صدر انجمن احمدیہ قادیان کی بیٹی عزیزہ نصرت پروین بی اے دونوں کو ڈی۔ اے۔ وی ٹیچر ٹریننگ کالج امرتسر میں بی۔ ایڈ میں داخلہ مل گیا ہے۔ ہر دو عزیزات کل قادیان سے امرتسر کے لئے روانہ ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ کامیابی بخشے اور ان کے مستقبل کو روشن بنائے آمین :

آل ریلیجنس کانفرنس میں احمدی مبلغ کی تقریر

صدر کانفرنس کی خدمت میں قرآن مجید مع ترجمہ اور اسلامی لٹریچر کی پیشکش

:- (از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ احمدیہ حیدر آباد (دکن)) :-

سیوا نکیتن سکندر آباد نے آل ریلیجنس کانفرنس کرنے کا پروگرام ترتیب دیا جس میں تمام مذاہب کے نمائندوں کو تقریر کرنے کی دعوت دی۔ مسلمانوں کے کئی طبقہ کے پاس سیوا نکیتن کے ممبران یہ خواہش لے کر گئے کہ اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے قرآن مجید سے انسان کی قدر وقیمت پر روشنی ڈالی جائے۔ لیکن افسوس کہ اس سنہری موقعہ سے فائدہ اُٹھانے کے لئے کوئی عالم تیار نہ ہوا آخر کار ان کو مکرم ڈاکٹر سوری صاحب نے جو پارسی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں بتایا کہ آپ جماعت احمدیہ کے افراد کے پاس جائیں۔ اس زمانہ میں اسلام کی خدمت کے لئے وہ نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ ایسے موقعہ کی تلاش میں رہتے ہیں چنانچہ سیوا نکیتن کا وفد ہمارے پاس پہنچا۔ تب یہ خاکسار نے ان کی خواہش کو پورا کرنے کا وعدہ کیا۔

یہ کانفرنس ۲۲ر جولائی سے ۳۱ر جولائی دس روز تک کے لئے تھی۔ خاکسار کی تقریر مورخہ ۲۷ر جولائی رات کے آٹھ بجے تھی جس کا اعلان حیدر آباد اور سکندر آباد کے متعدد اخبارات میں شائع ہو چکا تھا۔ اور دعوتی کارڈ جو کئی ہزار شائع کروا کر تقسیم کئے گئے تھے ان میں بھی ہماری جماعت کا ذکر تھا۔ اور قرآن مجید سے انسانی قدر وقیمت ثابت کرنے کا ذکر موجود تھا۔

ان دنوں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت قادیان حیدر آباد میں ہی مقیم ہیں موصوف نے خاص طور پر از راہ شفقت مقررہ عنوان کے بارہ میں قرآن مجید کے دلائل سے راہنمائی فرمائی جزاھم اللہ احسن الجزاء

مورخہ ۲۷ر جولائی وقت مقررہ پر خاکسار کے ہمراہ جماعت احمدیہ سکندر آباد کے کثیر افراد تھے ہم لوگ مہاں دیپ محل میں پہنچے۔ جہاں سیوا نکیتن کے ممبران نے بہت اچھا انتظام کیا تھا اور ہمارے وفد کو انہوں نے اچھے رنگ میں خوش آمدید کہا۔ اس روز دو تقاریر تھیں، ہر دو مقررین کی گلپوشی کی گئی - اور مخصوص جگہ پر بٹھا کر تعارف کروایا گیا - بعدہٗ تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا - پہلی تقریر جناب ڈاکٹر راما کرشنا شرما ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ ہسٹری عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد کی تھی جو بدھ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں آپ نے اپنی تقریر کے اختتام پر فرمایا کہ قبل اس کے کہ احمدیہ جماعت کے نمائندہ تقریر کریں میں اس بات کو بغیر روک ٹوک کہوں گا کہ اس زمانہ میں باعمل لوگ جماعت احمدیہ کے افراد ہیں نیز آپ نے محترم حافظ صالح محمد صاحب الٰہ دین ریڈر عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد کا خاص طور پر ذکر فرمایا کہ وہ ہمارے ساتھ کام کرتے ہیں ان کے نمونہ کو ہم رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

اس کے بعد خاکسار کو تقریر کے لئے بلایا گیا - خاکسار نے اپنی تقریر تشہد وتعوذ سے شروع کی - سب سے پہلے خاکسار نے بتایا کہ جو کام سیوا نکیتن کے افراد نے تمام مذاہب کے نمائندوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے کیا کہ وہ اپنی اپنی مذہبی کتابوں سے اپنے اپنے مذاہب کی خوبیاں بیان کریں۔ یہ مفید اور بابرکت تحریک آج سے اسی سال قبل قادیان کی مقدس بستی سے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے شروع فرمائی تھی کہ بجائے دوسرے کے مذہب کی غیبت گیری اور اس پر گند اچھالنے کے ہر مذہب والا اپنی مقدس کتاب میں سے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ لوگ قابل صد تحسین ہیں کہ بانی جماعت احمدیہ کی اسی تحریک پر عمل کر رہے ہیں - اور میں خاکسار نے مساوات پر قرآن مجید کی آیات سے سیر حاصل روشنی ڈالی نیز قرآن مجید نے انسان کو ضمیر کی آزادی دی ہے انسانی کس رنگ میں اطمینان قلب حاصل کر سکتا ہے معاشرہ میں کس رنگ میں اپنے نیک عملی نمونہ سے صالح ماحول پیدا کر سکتا ہے - اور اپنی تقریر کے آخر میں خاکسار نے اس بات کو واضح کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دنیا میں اس وقت تک امن قائم نہیں ہو سکتا کہ جب تک ہم سب دلی محبت والفت سے ایک نہ ہو جائیں اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب کہ ہم سب جملہ مذہبی پیشواؤں کی عزت کریں اور ان کو اپنا جانیں یہ نظریہ قومی یکجہتی اور ملکی سالمیت کے لئے سنگ میل کا کام دیتا ہے۔ تقریر کے دوران قرآن مجید سے دلکش نُوحِمٍ وَّهَادٍ پیش کر کے قرآن کی پیش فرمودہ ابدی صداقت، قومی وملکی اتحاد اور انسانی وسیع بھائی چارہ کو اُجاگر کیا جس پر تمام غیر مسلم سامعین نے تالیاں بجا بجا کر خوشنودی کا اظہار کیا اور یہ ساری تقریر ٹیپ ریکارڈ کی گئی -

تقریر کے بعد سوالات کا طویل سلسلہ شروع ہوا جس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ ان لوگوں میں اسلام کے بارہ میں خاص جستجو ہے - اور یہ تشنگی ہوئی روحیں ہیں - اللہ تعالیٰ ان کی تشنگی کو محض اپنے فضل سے اسلام کے ذریعہ بجھا دے آمین -

وقت کی کمی کے باعث محترم صدر صاحب کانفرنس نے اعلان کیا کہ اب کافی وقت ہو چکا ہے کسی دوسرے وقت میں یہ سوالات کئے جا سکتے ہیں

بعد ازاں وی کیسری ہمدانی صاحب نے بے حد خوشنودی کا اظہار کیا اور جو تقریر کا خلاصہ تھا وہ سامعین کے سامنے پیش کیا اور آپ نے تقریر پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ اس کانفرنس میں جس قدر تقاریر ہوئیں ہر ایک مقرر نے ادھر اُدھر کی باتیں کر کے وقت ختم کرنے کی کوشش کی لیکن آج کی تقریر میں بڑی محنت سے تقریر تیار کر کے کی گئی ہے - نیز آنمحترم نے فرمایا کہ جو قرآن کی تعلیم احمدی مبلغ صاحب نے بیان کی ہے اس میں یہ تعلیم کہ ہر قوم میں نبی آئے ہیں یہ بہت اونچی تعلیم ہے اس سے قرآن نے تمام نبیوں کی عزت کو محفوظ کیا ہے۔ کانفرنس کے اختتام پر خاکسار نے محترم صدر صاحب کی خدمت میں قرآن مجید کا انگلش ترجمہ اور دیگر اسلامی لٹریچر کا تحفہ پیش کیا جس کو موصوف نے بڑی خوشی سے قبول کیا - اور فرمایا کہ میں اوّلین فرصت میں اس کو پڑھوں گا

اجلاس کے آخر میں ممبران سیوا نکیتن کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے خاکسار بھی ان کے اجتماعی ڈنر میں شامل ہوا - دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی میں برکت ڈالے اور پیاسی روحوں کو قرآن مجید اور اسلام کے چشمہ سے سیراب ہونے کی توفیق دے - اور ہم کو بہتر رنگ میں ان سب تک اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق دے آمین

اعلان بابت امتحان دینی نصاب

امتحان دینی نصاب "فتح اسلام" مورخہ ۷ر اگست بروز اتوار مقرر تھی - ان تمام جماعتوں کے صدر صاحبان، معلمین ومبلغین کرام کے نام مطلوبہ تعداد میں سوالنامہ جات بھجوائے جا چکے ہیں جن کی طرف سے امتحان میں شامل ہونے والوں کے ناموں کی خبر ہمیں موصول ہو چکی تھیں -

جن جماعتوں میں امتحانی سوالنامہ نہ پہنچا ہو یا جو جماعتیں یا افراد کسی وجہ سے پہلے اپنے نام نظارت ہذا میں نہ بھجوا سکے ہوں وہ فوراً مطلوبہ تعداد میں سوالنامہ جات منگوالیں اور حل شدہ جوابی پرچے نظارت ہذا کو جلد بھجوائیں

ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل رضی اللہ عنہ کا ذکرِ خیر

از جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر جائیداد صدر انجمن احمدیہ قادیان

۲۱ جنوری ۱۹۷۷ء کا روز جماعت احمدیہ قادیان کے جملہ درویشان کے لئے نہایت پُر ملال اور تکلیف دہ تھا۔ اس لئے کہ اس روز جماعت احمدیہ کے ایک دیرینہ سپہ سالار حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان قریباً ۲۹ سال درویشی دور میں پُر خلوص اور قابلِ قدر خدمات بجا لاتے ہوئے ہم سے جدا ہو گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کی ایک ذات کے احاطے میں خدا تعالیٰ کے شہر آباد تھے اپنے شعور کے لشکر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے اور آپ کی زندگی کا ہر پہلو اس قدر دلنشین اور سبق آموز تھا کہ بے ساختہ جی چاہتا ہے کہ کاش ان کی عمر کچھ عرصہ اور وفا کرتی مگر ہمارا یہ خیال ہمارا یہ قیاس صرف ان کے لئے جذبۂ محبت کے قدرتی تقاضا کی ترجمانی کرتا ہے۔ کیونکہ موت کے فرشتہ نے خود بخود آپ کے قدم نہیں چھوئے بلکہ حکم خداوندی سے تسلیوں کی ابدی بشارت لے کر آیا تھا۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کو مرکزِ احمدیت میں امیر مقامی اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے لئے ناظر اعلیٰ کے عظیم عہدوں کے لئے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا انتخاب اس بات کی ضمانت تھا کہ حضرت مولوی صاحب نیکی اور تقویٰ کا اعلیٰ مقام رکھنے کے علاوہ اپنے اندر ہر قسم کی اعلیٰ صلاحیتیں اور قابلیتیں رکھتے تھے جو ایک دینی جماعت کے ہیڈ اور ایک مذہبی ادارہ کے صدر کے لئے ہونی ضروری ہیں۔ آپ نے اپنے خدا سے اور خلیفۂ وقت کے ساتھ اخلاص و وفا کا جو عہد باندھا تھا۔ اسے کبھی متزلزل ہونے نہیں دیا آپ کا صدق و وفا بے لوث تھا۔ آپ کی قربانی اور ایثار کا جذبہ صادق تھا آپ کا درد سچا تھا آپ نے اپنی تمام خواہشات کو اپنے خدا کی مرضی کے تابع بنایا اور ایک باکمال تسلیم باعمل بن کر ہمارے لئے ایک نہایت اعلیٰ نمونہ قائم فرمایا جسے اپنا کر ہم بھی اپنی ذمہ داریوں کو اچھے طور پر ادا کر سکتے ہیں۔ تقریباً درویشی دور سے حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ خاکسار کے قریبی پڑوسی تھے اور میرا بار ہا کا تجربہ ہے کہ جب کبھی مجھے کسی ذاتی، نجی یا دفتری معاملہ میں آپ سے مشورہ کرنے کی ضرورت پیش آئی تو آپ کے مشورہ کو ہمیشہ مدلل، نیک دلی، سچائی اور اور خلوص پر مبنی پایا اگر کبھی کسی کے متعلق دکھ یا تکلیف کا ذکر ہوا تو آپ نہایت تسلی بخش انداز اور یقین سے فرماتے کہ فکر نہ کریں جو کوئی جیسا کرے گا ویسا بھرے گا آپ کو اللہ تعالیٰ نے معاملہ فہمی اور ذہانت کی ایسی قابلیت عطا فرمائی تھی کہ ہر بات کی تہہ میں جا کر اس کا حل تلاش کرنے کی کوشش فرماتے آپ کا یہ معمول تھا کہ صدر انجمن احمدیہ کے عام معاملات کو کثرتِ رائے پر چھوڑ دیتے اور اپنی ذاتی رائے پر اصرار نہ فرماتے مگر جہاں آپ محسوس کرتے کہ فلاں بات سے سلسلہ کا وسیع مفاد متاثر ہوتا ہے وہاں اپنی رائے کو پورے زور کے ساتھ ایسے رنگ میں پیش فرماتے کہ سب ممبران آپ کی رائے کو بخوشی قبول کرتے۔

بسا اوقات کسی غیر مسلم مہمان یا باہر سے آئے سرکاری افسران کو جب آپ سے ملایا جاتا تو آپ نہایت مختصر مگر جامع الفاظ میں ان کو جماعتی تعلیم سے آگاہ کرتے عموماً یہ فرماتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم کو انسانیت کی قدر اور خدمت کرنے کی تاکید فرمائی ہے جس طرح ہمارا رب ربّ العالمین ہے اور اس کی رحمتیں تمام مخلوقِ خدا کے لئے یکساں ہیں۔ اسی طرح ہمارے خدا کے بھیجے ہوئے تمام رشیوں اوتاروں نبیوں نے بھی ایک چشمہ سے سیراب ہو کر خدائی نور سے حصہ پایا ہے۔ پنجابی زبان میں آپ فرمایا کرتے تھے کہ "یہ سب بزرگ ایک ہی کوٹھا کے دانے ہیں"۔ اسی لئے سب کی بنیادی تعلیم ایک جیسی ہے اور ہم سب کی عزت و تکریم کرتے ہیں۔ آپ کے اندر سادگی سچائی کی پاکیزگی اور ہر ایک سے ہمدردی کی خوبیاں ایسی اعلیٰ درجہ کی تھیں کہ درویشان کے علاوہ مقامی غیر مسلم افراد کا ایک کثیر طبقہ بھی آپ کی دلی طور پر عزت و احترام کرتا تھا۔

آپ وعظ و نصیحت کے ہر موقعہ پر اس بات پر زور دیا کرتے تھے ہم ایمان اور اخلاص کا جو دعویٰ کرتے ہیں اسے اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہیئے۔ آپ خود بھی ایک عالم باعمل تھے۔ آپ کی زندگی سراپا خدمت و عمل رہی آپ نے اپنے لئے کبھی آرام کی خواہش نہیں کی آپ نے طویل درویشی دور جس جوانمردی اور جانفشانی سے گزارا اور عمر کے آخری چند سالوں میں بھی باوجود کمزوری اور بڑھاپے کے اپنے فرائض کی ادائیگی میں جس ذمہ داری کے احساس کو زندہ رکھا اس میں ہم سب کے لئے ایک ایسا قابلِ قدر عملی نمونہ ہے جس سے ہم فرض شناسی کے تقاضے پورا کر کے آئینۂ امروز میں فکرِ فردا کو پورا اتار سکتے ہیں آپ کی ہر حرکت و سکون سے خلافتِ حقّہ کے ساتھ گہری وابستگی اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ دلی عقیدت و محبت کے جذبات نمایاں تھے آپ جب کبھی اپنے بچپن کے حالات بیان فرماتے تو نہایت بے تکلفی اور شکریہ کے بہترین الفاظ میں فرمایا کرتے تھے کہ جب وہ قادیان مدرسہ میں داخل ہوئے تو ان کو دوسرے بچوں سے زیادہ یعنی چار روپے ماہوار وظیفہ دیا گیا جس میں سے آپ اپنے تمام اخراجات کے بعد بچا کر اپنی والدہ صاحبہ کی بھی مدد کرتے تھے۔ اپنے ذمہ طوعی اور آنریری فرائض کے تعلق میں خاص طور پر اس بات کا ذکر کیا کرتے تھے کہ مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر ہونے کے لحاظ سے جو ان کا اصل کام تھا۔ اور جس کے لئے ان کو تنخواہ ملتی تھی، اس کام میں کوتاہی کے باعث کبھی باز پرس نہیں ہوئی۔ لیکن اگر کبھی سرزنش ہوئی ہے تو ان طوعی کاموں کی وجہ سے ہوئی ہے جو وہ عمر بھر سرانجام دیتے رہے اور جو تمام بلا معاوضہ ہوا کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت مرحوم کی ایسی بے شمار طوعی خدمات کو اپنے خاص فضل سے نوازا۔

وفات سے ڈیڑھ ماہ قبل اللہ تعالیٰ نے آپ کو آخری مرتبہ جلسہ سالانہ ربوہ میں شامل ہونے کی سعادت بخشی اسی طرح حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات اور اپنے عزیز و اقارب سے ملنے کا موقعہ عطا فرمایا وہاں سے واپس قادیان آنے سے قبل حضرت مولوی صاحب وہاں قدرے بیمار ہو گئے تھے چنانچہ جس روز آپ واپس قادیان آئے تو کمزوری کے باعث بمشکل قدم اٹھا سکتے تھے چنانچہ کار سے اتر کے دروازہ تک ان کو سہارا دے کر خاکسار کو ساتھ آنے کا موقعہ ملا اسی وقت آپ نے بتایا کہ وہاں بیماری کے باعث ان کو سینے متعلق اندیشہ لاحق ہو گیا تھا۔ اس لئے جلد واپس آ جانے کا پروگرام بنایا۔

حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ہم سب ایسا محسوس کرتے ہیں جیسے ہمارا ایک بہت بڑا سہارا جاتا رہا ہے اور ہم ایک نہایت قیمتی اور نافع وجود سے محروم ہو گئے ہیں آپ اپنی زندگی کے آخری ایام تک خدمتِ سلسلہ میں مصروف رہے۔ وفات سے دو روز قبل جب ایک شام خاکسار اور مکرم چوہدری سعید احمد صاحب آپ کی تیمارداری کے لئے آپ کے مکان پر حاضر ہوئے تو اس وقت محترم محمد الیاس صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام سکول آپ کے پاس موجود تھے۔ ہم اپنی گفتگو کو صرف مزاج پرسی تک محدود رکھنا چاہتے تھے مگر آپ نے پوری دلچسپی اور تفصیل سے ریتی چھلہ کی دکانوں کے مقدمہ کے متعلق ہم سے دریافت فرمایا جیسے کہ عام صحت کے ایام میں پوچھا کرتے تھے اس واقعہ سے خاکسار کے دل و دماغ میں ۱۹۶۳ء کی ایک عظیم بزرگ ہستی کی یاد تازہ ہو گئی اس سے میری مراد حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کا ایک واقعہ ہے۔

یہ واقعہ اگست ۱۹۶۳ء کا ہے۔ جبکہ احمدیہ [illegible] کے تصفیہ کے سلسلہ میں بزرگان [illegible] مشورہ اور دعا کے لئے [illegible] کو لاہور اور ربوہ جانا پڑا ان دنوں [illegible] صاحب رضی اللہ عنہ شدید بیمار [illegible] صاحبزادہ مرزا مظفر احمد [illegible] ٹیس کورس روڈ [illegible] ۸ کو [illegible] خاکسار [illegible] محترم ڈاکٹر محمد یعقوب خان [illegible] مرحوم [illegible] حضرت میاں صاحب [illegible] آ رہے تھے [illegible] صاحب رضی اللہ عنہ کی طبیعت کافی خراب [illegible] رات [illegible] آسمان سے اترا ہوا قرآن کہ

ملاقات کی زحمت نہ دی جائے اور اگر بلا بھی جائے تو ان سے کوئی ایسی بات نہ کی جائے جو کوفت کا موجب ہو۔

خاکسار نے تھوڑی دیر انتظار کیا۔ اور جب محترم آپا امۃ السلام نے حضرت میاں صاحب سے ملاقات کے لئے خاکسار کو فرمایا۔ تو میں نے اس وقت یہی ارادہ کیا تھا کہ صرف ان کی مزاج پرسی پر اکتفا کروں گا۔ مگر ملاقات کی ابتداء میں خود حضرت ممدوح رضی اللہ عنہ نے احمدیہ ایریا کے معاملہ کے متعلق دریافت کیا اور پوری تفصیل سے معاملہ کا جائزہ لے کر بعض سوالات فرماتے رہے جیسے کہ عام صحت کی حالت میں کیا کرتے تھے۔ اور پھر اصولی ہدایت بھی فرمائی اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا سلسلہ کے کام میں حضرت ممدوح رضی اللہ عنہ اپنی بیماری کو بالکل بھول چکے ہیں اور آخر پر یہ فرمایا کہ ربوہ سے واپسی پر دوبارہ ان سے ملتا جاؤں چنانچہ خاکسار نے ایسا ہی کیا۔ اس واقعہ کے چند روز بعد یعنی ۲؍۹؍۷۷ کو آپؓ اس دارِ فانی سے رخصت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت قمر الانبیاءؓ کے متعلق اس واقعہ کو بیان کرنے سے خاکسار کی غرض اس قدر ہے کہ ہمارے نوجوان دوستوں کو بزرگوں کے اسوۂ حسنہ سے ذمہ داری اور فرض شناسی کے احساس کا صحیح شعور پیدا ہو اب جبکہ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ ہمارے امیرِ کارواں ہم کو داغِ جدائی دے کر اور اس دنیا کو چھوڑ کر اپنے حقیقی مولا کے حضور جا چکے ہیں۔ تو آپؓ کی یاد کو تازہ اور زندہ رکھنے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ ہم

ان کی نیکیوں اور خوبیوں کو اپنانے کی کوشش کریں اور اپنے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے مقدس عہد کو عملی طور پر ایک پختہ عزم اور لگن کے ساتھ پورا کرنے کی خاطر دل و جان سے متوجہ ہوں کیونکہ یہی بہترین خراجِ عقیدت ہے جو ہم درویشان اپنے مرحوم امیر جماعت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم سب بھائیوں بہنوں اور عزیزوں کو نیک راہوں پر چلنے کی توفیق بخشے آمین

آخر پر میں اپنے دوستوں اور عزیزوں کو اس امر کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مولوی صاحب کی کمی کو کافی حد تک پورا کرنے کے لئے ہمارے درمیان ایک نہایت قیمتی اور انمول وجود حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب موجود ہیں۔ جن کو حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امیر جماعت اور ناظر اعلیٰ مقرر فرمایا ہے ان کی شب و روز کی مصروفیات بھی ہمارے سامنے ہیں اور ہم سب کسی نہ کسی رنگ میں محسوس کرتے ہیں کہ ان کا سلوک سب کے ساتھ بزرگانہ اور شفقت و ہمدردی کا ہے۔ ہم سب کا فرض ہے کہ ان کے ساتھ دلی تعاون کریں۔ اور ان کی صحت و سلامتی کے لئے متواتر دعائیں کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داری صحیح رنگ میں ادا کرنے کی توفیق بخشے اور ہماری کمزوریوں کو دور فرمائے تا جماعت کی ترقیات کی نئی راہوں کے کھلنے میں ہم اپنے آپ کو حصہ دار بنا سکیں۔

---x---

تامل ناڈو کے گورنر صاحب سے ملاقات

قرآن مجید اور دیگر کتب کی پیشکش

صوبہ تامل ناڈو میں جب بھی کوئی نئے گورنر مقرر ہو کر آتے ہیں ان کی خدمت میں قرآن مجید اور دیگر اسلامی کتب پیش کرنے کا شرف جماعت احمدیہ مدراس کو حاصل ہوتا رہا ہے۔

چنانچہ تامل ناڈو کے نئے گورنر شری پربھوداس پٹواری کے تقرر پر ان کی خدمت میں جماعتِ احمدیہ مدراس کی طرف سے خاکسار نے مبارکباد کی چٹھی لکھتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کا تعارف کرانے کے بعد ملاقات کے لئے وقت طلب کیا۔ جناب گورنر صاحب نے ۲۹؍جولائی ۷۷ء بروز جمعرات صبح دس بجے ملاقات کا وقت مقرر کرتے ہوئے خاکسار کے نام چٹھی روانہ فرمائی اس کے مطابق مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان۔ مکرم محمد احمد اللہ صاحب۔ مکرم خضر محی الدین صاحب اور خاکسار پر مشتمل ایک وفد وقتِ مقررہ پر راج بھون پہنچا۔ وہاں دربار ہال میں شہر کے اور بھی معززین تشریف رکھتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد گورنر صاحب اپنے A.D.C کے ہمراہ دربار ہال میں تشریف لے آئے۔ اور سب سے پہلے ہماری طرف متوجہ ہوتے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے۔

قرآن مجید اور دیگر کتب کی پیشکش

گورنر صاحب نے ہم میں سے ہر ایک سے مصافحہ کیا اور تعارف حاصل کیا اس وقت خاکسار نے ان کی خدمت میں قرآن کریم انگریزی ترجمہ۔ سیرت النبی صلعم وغیرہ انگریزی اور ہندی میں کتابوں پر مشتمل تحفہ پیش کیا۔ انہوں نے بخوشی تحفہ قبول کرتے ہوئے ہر ایک کتاب دیکھنے کے بعد فرمایا کہ میں جماعتِ احمدیہ کو جانتا ہوں۔ آپ لوگ انسانیت کی خاطر بہت ہی اچھا کام کر رہے ہیں۔ میں نے اسلام کا اچھا مطالعہ کیا ہے اسلام واقعی ایک اچھا مذہب ہے۔ جس پر ہر ایک عمل کر سکتا ہے۔ اور اس کی تعلیمات بہت ہی خوشنما ہیں خاص کر اس کی سماجی تعلیمات میں دولت مندوں اور غرباء کے درمیان بُعد اور امتیازات کو دور کرنے کے لئے بہت کچھ بتایا گیا ہے۔

اسی وقت ہم نے اسلام کی دیگر خوبیوں کو بیان کرتے ہوئے جماعتِ احمدیہ اور اس کی عالمگیر سرگرمیوں کا ذکر کیا۔ اس ضمن میں پچھلے مہینہ میں مدراس کے ودیا بھون میں گورنر صاحب کی موجودگی میں سروودیہ تحریک کی طرف سے منعقدہ مذہبی کانفرنس میں جماعتِ احمدیہ کی شرکت کا ذکر کیا گیا تو گورنر صاحب فوراً پہچان گئے اور تعریفی رنگ میں اس کا ذکر کیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ میں ایک مذہبی آدمی ہوں ہر مذہب کے ساتھ میرے اچھے تعلقات ہیں۔ چنانچہ مدراس میں میں مختلف مندروں چرچوں اور مسجدوں میں بھی گیا ہوں۔

اسی وقت صوبہ تامل ناڈو میں شراب کی مخالفت کے سلسلہ میں تحریکات ہو رہی ہیں۔ اسی ضمن میں دورانِ گفتگو مکرم نوجوان صاحب نے کہا کہ اسلام نے شراب اور ہر ایک نشہ آور چیز کو کلیتہً حرام قرار دیتے ہوئے انسانی جسم اور روح کو اس موذی چیز سے نجات دلا کر انسانیت پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ اس موضوع پر A SYMPOSIUM ON PROHIBITION منعقد کریں۔ گورنر صاحب نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی جماعت اس کے لئے ضرور کوشش کرے اس میں میں خود بھی شرکت کروں گا۔

میمورنڈم

خاکسار نے گورنر صاحب کی خدمت میں دو میمورنڈم پیش کئے ان میں سے نمبر ایک میں اس زمانہ میں بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد آپؑ کے دعاوی۔ جماعتِ احمدیہ کا قیام۔ اس کی امن بخش تعلیمات۔ اکنافِ عالم میں اس کی عظیم الشان سرگرمیاں اور دیگر پیشگوئیوں پر مشتمل جماعتِ احمدیہ کا تعارف تھا۔

دوسرے میمورنڈم میں مدراس میں ایک احمدیہ قبرستان کی ضرورت پر زور دیا گیا تھا۔ گورنر صاحب نے ان دو کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد اپنے A.C.D کو بلا کر فرمایا کہ فوری طور پر اس پر کارروائی کی جائے۔ مجھے جلد ہی اس کی رپورٹ ملنی چاہیئے۔ اس کے بعد مختصر گفتگو کے ساتھ ملاقات کا وقت ختم ہو گیا۔ اور ساتھ ہی گورنر صاحب نے دوبارہ ہم سے مصافحہ کرتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر رخصت فرمایا۔

یہ ساری گفتگو اس ہال میں بیٹھے ہوئے شہر کے معززین بھی سنتے رہے اور مستفید ہوتے رہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اچھے نتائج پیدا فرمائے آمین۔

(خاکسار: محمد عمر مبلغ مدراس)

درخواستِ دعا: محترم عزیز احمد صاحب ریڈر رانچی یونیورسٹی جائے باسم (بہار) کے بچگان عزیزم پرویز احمد اور عزیزہ کوثر سہگل صاحبہ کی آئی۔ایس۔سی کے امتحان میں کامیابی کے لئے احباب دعا فرمائیں۔ (وکیل المال تحریکِ جدید قادیان)

تقریر بر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۶ء

قسط نمبر (۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

اپنوں اور غیروں کے متعلق

:- (از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مدراس) :-

(۴)

ان مخالف علماء میں سرفہرست مولوی محمد حسین بٹالوی کا نام آتا ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۰ء میں مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کا دعویٰ فرمایا تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ۱۸۹۱ء میں آپ کے خلاف سب سے پہلے کفر کا فتویٰ تیار کیا پھر سارے ہندوستان میں پھر کر دو سو کے قریب علماء سے اس پر تصدیقی دستخط کروائے اور اسے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں شائع کیا جس کے نتیجہ میں ہر جگہ احمدیوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اس وقت جماعت کی تعداد صرف بینکڑوں تک محدود تھی۔ مولوی بٹالوی صاحب اس قلیل التعداد جماعت کو ملیامیٹ کرنے کے لئے کمربستہ ہو کر میدانِ عمل میں آئے آپ نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں لکھا کہ

"... اشاعۃ السنۃ کا خصوصیت کے ساتھ فرض ہے کہ وہ اس فتنہ کو روکے اور اس کی موجودہ جماعت کو تتّر بتّر کرنے کی کوشش کرے۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد ۱۲ ار ۱۸۹۲ء)

اسی طرح مولوی بٹالوی صاحب نے یہاں تک کہا تھا کہ

"میں نے مرزا کو اُٹھایا تھا اور میں ہی اس کو گرا دوں گا"

اُس وقت خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بشارت دی کہ

اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

یعنی جو تجھے ذلیل اور توہین کرنے کا ارادہ بھی کرے میں اُسے ذلیل کر دوں گا۔

چنانچہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب اپنے اس مقصد میں نہ صرف ناکام و نامراد رہے بلکہ نہایت حسرت کے ساتھ اس دنیا سے کوچ کر گئے۔

مولوی بٹالوی صاحب کی زندگی کے آخری ایام میں جماعت احمدیہ کے ایک جیّد عالم میر قاسم علی صاحب نے اُن سے ملاقات کی تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب "انجام بٹالوی" میں لکھا ہے :-

"ایک دفعہ میں لاہور میں مولوی بٹالوی سے ملنے گیا میں لاہور کی تنگ و تاریک گلیوں میں سے ہوتے ہوئے ان کی قیام گاہ تک پہنچا۔ اندر جا کر جب دیکھا کہ بٹالوی صاحب ایک تاریک کمرے میں جہاں صرف ایک چارپائی کھڑی ہے اور اس کے پاس ہی ایک چٹائی پر جو نہایت ہی گندی اور پھٹی ہوئی تھی بیٹھے ہیں۔ اس کمرے کے ایک طرف اندر ہی مٹی کا ایک چولہا رکھا ہوا ہے۔ اور ایک دس سالہ لڑکی چولہے پر مٹی کی ہانڈی رکھے ہوئے اسی کے نیچے آگ جلا رہی ہے جس سے تمام کمرہ دھواں دھار ہے۔ بٹالوی صاحب کی اس حالت کو دیکھ کر مجھے اُن پر بہت ترس آیا کہ یا الٰہی یہی وہ شخص ہے جو بازاروں سے جب گذرتا تھا تو لوگ اس کی تعظیم کے لئے اپنی دکانوں پر کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور جھک جھک کر سلام کیا کرتے تھے۔ خدایا! یہی وہ انسان ہے جس نے بڑی تعلّی سے متکبرانہ یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں نے مرزا کو اونچا کیا اور میں ہی اسے نیچے گرا دوں گا۔!! اللہ اللہ! یہ وہ ابو سعید ہے جو اہل حدیث کا ایڈووکیٹ کہلاتا تھا۔ آج یہ کیسی کس مپرسی سے اندھیری کوٹھڑی میں فرشِ خاک پر اس خستہ حالت میں دھوئیں سے آنسو بہا رہے ہیں۔

اتنے میں لڑکی نے جو ہنڈیا پکا رہی تھی بھرّائی ہوئی آواز سے اپنے والد صاحب کو کہا کہ اباجان شام ہو چکی ہے۔ اندھیرا ہوا جاتا ہے جھٹ اُٹھ کر آٹا اور گھی لا دیں۔ اتنے میں شیخ بٹالوی صاحب نے اپنی اس بچی سے کہا کہ اے بیٹی چراغ جلا لے میں ابھی جا کر آٹا اور گھی لے آتا ہوں تو دال کو بگھار لینا۔ میں جلدی سے تجھ کو آٹا گوندھ دوں گا۔

آہ! کیا عبرتناک سین تھا۔ کس قدر افسوسناک وہ منظر تھا۔ کہ مولوی محمد حسین جس جس کے مصافحہ کے لئے لوگ بڑھ چڑھ کر فخر حاصل کرتے تھے آج اس حالت میں پڑا ہے اور روٹی پکانے کے لئے ایک خادمہ نہیں ملتی بلکہ اپنی معصومہ اور نابالغ لڑکی سے خدمت لے رہا ہے اور خود آٹا گوندنے کے لئے اپنا جُبّہ اُتار پھینکتا ہے۔ یہ خدا کی قدرت ہے۔

میں بھی بٹالوی کے ساتھ دکان تک گیا۔ بٹالوی صاحب نے دکاندار سے کہا کہ چھ پیسے کا آٹا اور تین پیسے کا گھی دے دو اس نے آٹا تھال میں اور گھی پیالی میں ڈال دیا مولوی صاحب نے دکاندار سے کہا کہ ایک گرہ پیاز کی دے دینا یعنی جُونگا

(انجام بٹالوی)

بھائیو! دیکھا آپ نے! خدا تعالیٰ کی یہ بشارت ان کے حق میں کس شان کے ساتھ پوری ہوئی کہ

اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے ہیں اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی و نامرادی میں مریں گے۔

(۵)

اب ایک اور مخالف مولوی صاحب کا حال سنیئے جو اپنے آپ کو "فاتح قادیان" کہا کرتے تھے۔ نام ان کا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ہے۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انتقال ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو ہوا تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کو صفحۂ عالم سے نیست و نابود کرنے کے لئے مسلمانوں کے آگے ایک نہایت آسان ترکیب رکھی کہ انہوں نے اخبار "وکیل" کی مورخہ ۱۳ رجون ۱۹۰۸ء کی اشاعت میں تمام مسلمانوں کو یہ قیمتی مشورہ دیا کہ :-

"مسلمانوں سے ہو سکے تو مرزا کی کل کتابیں سمندر میں پھینکیں تو کسی جلتے تنور میں جھونک دیں اسی پر بس نہیں بلکہ آئندہ کوئی مسلم یا غیر مسلم مورخ تاریخ ہند یا تاریخ اسلام میں ان کا نام تک نہ لے"

مولوی صاحب کی اس تجویز پر مسلمانوں نے کیا عمل کرنا ہے لیکن خدا تعالیٰ نے اس تجویز کا کس رنگ میں بدلہ دیا ہے۔ دیکھئے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی سوانح لکھنے والے مولوی عبد المجید صاحب سوہدروی اپنی کتاب سیرتِ ثنائی میں لکھتے ہیں :-

"مولانا محترم شہر کے رؤساء میں سے تھے لاکھوں روپے کا سامان موجود تھا۔ ہزاروں روپے نقد ہزاروں روپوں کے زیورات صندوقوں میں بند تھے ہزاروں روپے کا کتب خانہ تھا ... اس وقت صرف پچاس روپے آپ کے جیب میں تھے اور معمولی کپڑے زیب تن۔ اسی حالت میں آپ مع اہل و عیال مکان چھوڑ گئے ... آپ کا مکان کو چھوڑنا ہی تھا بدمعاش لٹیرے جو اس انتظار میں گھات لگائے بیٹھے تھے ٹوٹ پڑے اور تمام سامان اور زیورات وغیرہ لوٹ کر لے گئے اور اس لوٹ کھسوٹ کے بعد مکان کو بھی نذرِ آتش کر دیا۔ لٹیروں نے اس پر بھی

نہ کی بلکہ آپ کا وہ عزیز تر کتب خانہ جس میں ہزار ہا روپے کی نایاب دقیمتی کتابیں تھیں اور جن کو آپ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے جمع کیا اور خریدا تھا جلا کر خاک کر دیا۔ کتابوں کے جلنے کا صدمہ مولانا کو اکلوتے فرزند کی شہادت سے کم نہ تھا یہ کتابیں حضرت کا سرمایۂ زندگی تھیں۔ اور ان میں بعض تو اس قدر نایاب تھیں کہ ان کا ملنا ہی مشکل بلکہ ناممکن ہو چکا تھا۔ یہ صدمہ جانکاہ آپ کو آخری دم تک رہا اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کی ناگہانی موت کا سبب یہ دو ہی صدمات تھے ایک فرزند کی اچانک شہادت دوسرے بیش قیمت کتب کی سوختگی چنانچہ یہ دونوں صدمے تھوڑے عرصہ میں آپ کی جان لے کر رہے۔ (صفحہ ۳۶۵ و ۳۹۰)

احباب کرام! جس شخص نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو جلا ڈال کر آپ کے مشن کو نیست و نابود کرنے کی تجویز مسلمانوں کے سامنے رکھی تھی خدا تعالیٰ نے اس شخص کی آنکھوں کے سامنے اس کے اپنے کتب خانہ کو جلا کر خاک میں ملا دیا اور یہ صدمہ آپ کی موت کا باعث بن گیا۔

دوسری طرف خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کو محفوظ رکھا اور عالمگیر شہرت دی حضور کی کتب اصل زبان میں بھی اور مختلف دوسری زبانوں میں ترجمہ ہو کر اکناف عالم میں پھیلا دیں جو ہزاروں لاکھوں سعید روحوں کی ہدایت کی موجب بن رہی ہیں۔

(۴)

اس ضمن میں آخر میں احمدیت کے خلاف میدان مخالفت میں اترنے والے ایک اور پہلوان کا ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ احراری جماعت کے سربراہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری تھے۔ انہوں نے ۱۹۳۴ء میں اپنی قیادت میں مخالفت کا ایک شدید طوفان برپا کیا اور انگریزی حکومت کی مدد سے جماعت احمدیہ کی تباہی اور اس کے مٹانے کی بھرپور کوشش کی تھی۔ حتیٰ کہ انہوں نے ۱۹۳۴ء میں قادیان میں منعقد ہونے والی ان کی تبلیغی کانفرنس میں نہایت تحدی کے ساتھ احمدیوں کو اس طرح للکارا تھا

"اے مسیح کی بھیڑو تم سے کسی کا لگراؤ نہیں ہوا جس سے اب سابقہ ہوا ہے یہ مجلس احرار ہے اس نے تم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا ہے"

اسی طرح سیالکوٹ کے ایک جلسہ کو مخاطب کر کے نہایت تحدیانہ انداز میں انہوں نے اعلان کیا کہ

مرزائیت کے مقابلہ کے لئے بہت سے لوگ اٹھے لیکن خدا کو یہی منظور تھا کہ وہ میرے ہاتھوں سے تباہ ہو۔

(سوانح حیات سید عطاء اللہ شاہ بخاری صفحہ ۱۳۵، صفحہ ۱۸۱)

دیکھنے والے دیکھیں کیا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی یہ پیشگوئی سچی نکلی؟ کیا جماعت احمدیہ ان کے ہاتھوں مٹ گئی۔ نہیں ہرگز نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہوا کہ خود مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری اس دنیا سے ناکام و نامراد اور بے نیل و مرام گذر گئے ان کی زندگی کے آخری ایام کے متعلق ۱۵؍اکتوبر ۱۹۶۱ء کے روزنامہ امروز میں زیر عنوان "امیر شریعت کی زبانی" سٹاف رپورٹر سے سید عطاء اللہ شاہ صاحب کا ایک مکالمہ شائع ہوا ہے

پریس رپورٹر نے ان سے پوچھا کہ "شاہ جی آپ کو ذیابیطس کی شکایت کب سے ہے؟"

جواب دیا: یہ مرض جیل میں میرے ساتھ آ لگا تھا۔ ابھی تک سنگت نبھا رہا ہے۔"

پریس رپورٹر نے پوچھا:- "ان دنوں جبکہ آپ اس قدر بیمار ہیں اور پبلک لائف سے بھی ریٹائر ہو چکے ہیں۔ کبھی دیرینہ رفقاء میں سے کوئی ملنے آیا ہے؟"

جواب میں مسکرا دیئے اور فرمایا:- "بیٹا! جب تک یہ کتیا (زبان) بھونکتی تھی سارا برِ صغیر ہند و پاک ارادت مند تھا۔ اس نے بھونکنا چھوڑ دیا ہے تو کسی کو پتہ بھی نہیں رہا کہ میں کہاں ہوں؟"

(امروز ۱۵؍اکتوبر ۱۹۶۱ء)

احباب کرام! جس شخص نے اپنی زبان اور ملکہ تقریر پر بھروسہ رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ کو ملیا میٹ کرنے کا دعویٰ کیا تھا خدا تعالیٰ نے اسی زبان پر فالج گرا دی اور اپنی زندگی کے آخری ایام میں بڑے حسرتناک انداز میں اپنی اسی زبان کو کتیا کا لقب دیا تھا۔ ان کی عبرت ناک وفات کے متعلق اخبار چٹان ۷؍جنوری ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں لکھا ہے۔

"احمد علی لاہوری عطاء اللہ شاہ بخاری اور عماد الدولہ ان تینوں پر اس سنہ فالج گرا کیونکہ یہ تینوں قرآن مجید میں معنوی تحریف کرتے تھے خدا کی طرف سے ان پر عذاب نازل ہوا تینوں کے پھیپھڑے مارے گئے۔ اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گئے جن کو مرتے وقت کلمہ بھی نصیب نہ ہوا۔"

(چٹان ۷؍جنوری ۱۹۶۳ء)

مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب نے احمدیوں کو "مسیح کی بھیڑو" کہا تھا۔ لیکن خدا نے مسیح محمدی کو "خدا کا شیر" قرار دیا تھا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

یہ جماعت کی ابتدائی حالت کا ذکر ہے اس وقت سے اب تک جماعت احمدیہ کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جس جس شخص نے یا جس جس تنظیم و جماعت نے خواہ وہ ملکی ہو یا عالمگیر جماعت احمدیہ کے خلاف جس رنگ میں مخالفت کی تھی۔ اسی رنگ میں وہ ناکام و نامراد بھی ہوتے رہتے ہیں۔ ہمارے پڑوسی ملک میں احمدیوں کے خلاف عوام کو برانگیختہ کرنے والے اور حکومت کی مشینری کو جماعت کے خلاف استعمال کرنے والے مغربی پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ محمد حنیف رامے کو حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کے الزام میں ۴ سال قید اور پانچ ہزار روپے جرمانہ کی سزا کا حکم سنایا گیا یہ بھی خدا کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے۔

جس رابطہ عالم اسلامی نے جماعت احمدیہ کے خلاف کفر کا فتویٰ صادر کیا اور حکومت پاکستان نے احمدیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ کیا تو اسی کی آڑ لے کر خود پاکستان میں بھی جماعت اسلامی نے جماعت احمدیہ کے خلاف بہت کچھ شورش برپا کی تھی اور اپنے اخبارات کو بھی تو اسی کے لئے وقف کیا تھا۔ لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایمرجنسی کے تحت جماعت اسلامی کو غیر قانونی قرار دیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہی خوب فرمایا تھا ؎

نادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے
جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

(باقی)

اخبارِ قادیان

قادیان ۲؍ظہور (اگست) عزیز ذکر اللہ ایوب صاحب و عزیز علی گیو صاحب آف افریقہ آج زیارتِ مقامات مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے اور مورخہ ۶؍۸ کو واپس تشریف لے گئے ٭ — قادیان ۵؍اگست مکرم ڈاکٹر محمد سمیع اللہ صاحب متوطن حیدرآباد آج ایران سے زیارتِ مقامات مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے اور مورخہ ۷؍۸ کو حیدرآباد کے لئے روانہ ہو گئے

ولادتیں — مورخہ ۴؍۸ کو مکرم سید محمد صاحب یونجی کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نیز مورخہ ۸؍۷ کو عنایت الٰہی خان صاحب کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود محترم فضل الٰہی خان صاحب درویش نائب ناظر امور عامہ کا پوتا ہے نیز پاکستان سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ محترم خان صاحب کی بیٹی عزیزہ جمیلہ پروین صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲؍۸ کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ تینوں مولودین کو نیک اور خادم دین بنائے — محترم خان صاحب نے ان خوشیوں کے موقع پر مبلغ ۵ روپے شکرانہ فنڈ میں اور ۵ روپے اعانت بدر میں ادا کئے۔

قادیان ۹؍اگست آج پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ کی طرف سے مولوی فاضل کا نتیجہ نکلا اس سال اس امتحان میں قادیان کے حسب ذیل کل چھ امیدوار شریک ہوئے اور الحمد للہ کہ سب کامیاب ہو گئے۔ مولوی مظفر احمد صاحب امروہی۔ مولوی محمد یوسف صاحب بٹ۔ مولوی محمد مقبول صاحب۔ مولوی بشارت احمد صاحب محمود۔ مولوی محمد علی صاحب دراسی۔ مولوی یونس احمد صاحب بہاری۔ سوائے مولوی یونس احمد صاحب بہاری کے باقی پانچوں مدرسہ احمدیہ کے فارغ التحصیل ہیں اللہ تعالیٰ سب کو کامیابی مبارک کرے اور انکو خدمت دین و سلسلہ کی بڑھ چڑھ کر توفیق دے آمین ٭ — چند روز قبل عزیز نصیر الدین ننگی ابن مکرم مستری محمد دین صاحب ننگی درویش کو شدید پیشاب کی تکلیف ہو گئی۔ اسی وقت بذریعہ کار امرتسری بے ہسپتال لے جایا گیا۔ بحمد اللہ اب افاقہ ہے تا حال علاج جاری ہے صحت کاملہ کے لئے احباب دعا فرمائیں ٭ — مکرم بشیر احمد صاحب شاد درویش امرتسر ہسپتال سے واپس قادیان آ گئے ہیں۔ علاج جاری ہے۔ کامل صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز عزیز انعام الحق قریشی ابن مکرم قریشی فضل حق صاحب درویش کو ٹائیفائڈ کا تیسری بار حملہ ہوا ہے۔ احباب عزیز کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

پاکستان میں سیلاب کی عبرتناک تباہ کاریاں

بقیہ اداریہ صفحہ

عزیزوں اور متبعین کے ساتھ کیا گیا۔ کیا ان ظلموں نے رنگ نہ لایا تھا؟ کیا خدا نے اپنے پیاروں کے لئے اپنی نصرت و تائید کا نشان نہ دکھایا تھا؟ دکھایا اور کھلے عام دکھایا جس کا ایک حصہ یہ سیلاب اور یہ تباہ کاریاں بھی ہیں جن کے متعلق مخالفِ احمدیت معاصر نشین بھی تلملا اٹھا ہے۔

اب رہا معاصر کا پاکستان کے مستقبل کے بارہ میں اندیشہ جس کا ذکر اس نے اپنے شذرہ کے اختتامی حصہ میں بڑے حسرتناک انداز میں کیا ہے۔ تو ایسے پریشان کن مستقبل سے بچنے کی چابی بھی خود اہلِ پاکستان ہی کے پاس ہے۔ قرآن کریم پڑھ لیں اس میں خدائی عذابوں اور اس کے غضب سے بچنے کے جو طریق بتائے گئے ہیں بس ان پر عمل کریں خدا رحیم و کریم ہے اور وہ توبہ کرنے والوں اور اپنی غلطیوں پر پشیمان ہونے والوں سے عذاب ٹال دیتا ہے اور اس کا غضب رحمت سے بدل جایا کرتا ہے۔

خدا کی زبردست فعلی شہادت سے مامورِ زمانہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت روزِ روشن کی طرح ثابت ہو چکی ہے۔ اور یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ یہ آفات و مصائب اسی برگزیدہ بندہ کی تکذیب اور اس کی نسبت شوخی و شرارت میں حد سے گزر جانے کے نتیجے میں آرہے ہیں نادان اس حقیقت کو شناخت نہیں کرتے۔ علماء اپنی لیڈری چمکانے کے لئے ان کو راہِ حق سے برگشتہ کر رہے ہیں۔ ورنہ حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام ایسے ہی عذابوں اور مصائب و آلام کے بارہ میں عرصہ ہوا ساری دنیا کو بالعموم اور اپنے ہموطنوں کو بالخصوص کھلے لفظوں میں انذار کر چکے ہیں۔ آپؑ نے اپنی مشہور و معروف کتاب حقیقۃ الوحی (مطبوعہ ۱۹۰۸ء) میں جو زبردست تنبیہ کی اس کے آخری حصہ میں حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے **نوحؑ کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا**۔ اور لوطؑ کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۷)

اسی نوع کا انذاری کلام حضورؑ کے اس لیکچر سے بھی ملتا ہے جو آپؑ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں لاہور میں پڑھا جانے کے لئے تیار کیا۔ اور "پیغامِ صلح" کے نام سے شائع ہوا۔ اور حضورؑ کی وفات کے بعد پڑھ کر سنایا گیا۔ آپؑ نے اپنے ہموطنوں کو دردمند دل کے ساتھ باہم صلح کر لینے اور باہمی مناقشات کو ختم کر دینے کی دعوت دیتے ہوئے ان مصائب و آلام سے متنبہ کیا جو تقدیرِ الٰہی کے مطابق ساری دنیا کے لئے بالعموم اور برِّ صغیر پر بالخصوص نازل ہونے والے تھے۔ اور حضورؑ نے از راہِ ہمدردی قبل از وقت عامۃ الناس کو ان کے بارہ میں متنبہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو **صلح** کے لئے بلاتا ہے جبکہ دونوں (یعنی ہندوؤں اور مسلمانوں) کو صلح کی بہت ضرورت ہے۔ دنیا پر طرح طرح کے ابتلاء نازل ہو رہے ہیں زلزلے آرہے ہیں قحط پڑ رہا ہے۔ اور طاعون نے بھی ابھی پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی۔ اور بُرے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی۔ تو دنیا پر سخت سخت بلائیں آئیں گی۔ اور ایک بلا بس نہیں کرے گی کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائے گی آخر انسان نہایت تنگ ہو جائیں گے کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیرے مصیبتوں کے بیچ میں آکر دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے"

(رسالہ پیغامِ صلح مطبوعہ جون ۱۹۰۸ء)

اسی طرح سیلاب کی یہ تباہ کاریاں جہاں اہلِ پاکستان کے لئے عبرت کا رنگ رکھتی ہیں اور اسی نوع کے دوسرے عذاب اور تنبیہات انہیں اصلاحِ اعمال کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ تو اہلِ ہند کے لئے بھی مامور من اللہ کے انذاری الفاظ میں بہت کچھ تنبیہ کے سامان ہیں۔ بالخصوص جبکہ خود ہمارے اپنے ملک میں بھی سیلاب کی تباہ کاریاں ملک کے مختلف حصوں میں ہولناک صورت اختیار کر چکی ہیں۔ خدا کی ذات بڑی رحیم و کریم ہے وہ اپنے بندوں کی توبہ اور رجوع الی الحق کے نتیجہ میں حالات کو بدل دینے کی پوری قدرت رکھتا ہے۔ خدا کرے کہ دنیا والے اس حقیقت کو پہچان جائیں۔ اور اس کے غضب کا مورد بننے کی بجائے اس کی وسیع رحمت کو حاصل کرنے والے بن جائیں۔!!

منظوری تقرر امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد (آندھرا پردیش)

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ کرم مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب کو آئندہ تین سال (مئی ۱۹۷۷ء تا اپریل ۱۹۸۰ء) کے لئے امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد مقرر کئے جانے کی منظوری عطا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ یہ تقرر مکرم سیٹھ صاحب موصوف کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے اور ان کو اپنی جماعت کی بہتر رنگ میں خدمت کی توفیق بخشے آمین

ناظر اعلیٰ قادیان

ضروری اعلان

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی (ناظر دعوۃ و تبلیغ) کو مکرم بی ایم داؤد احمد صاحب ایڈووکیٹ کی جگہ وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان کا رکن مقرر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے آمین

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

VARIETY CHAPPAL PRODUCTS KANPUR
PHONES:- 52325/52686. P.P.
ویرائٹی
پائیدار اور بہترین ڈیزائن پر
لیدر سول اور ربر شیٹ کے سینڈل
زنانہ و مردانہ چپلوں کا واحد مرکز
چپل پروڈکٹس کانپور
۴۲/۲۹ مکھنیا بازار

ہر قسم اور ہر ماڈل
کے موٹر کار، موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے
آٹو ونگس
AUTOWINGS,
32 SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY
MADRAS. 600004
PHONE NO 76360

فہرست ۱۲
منظوری انتخاب عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ بھارت

مندرجہ ذیل جماعت ہائے احمدیہ کے عہدیداران کے انتخاب کی آئندہ تین سال کے لئے یعنی اپریل ۱۹۸۰ء تک نظارت ہذا کی طرف سے منظوری دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان عہدیداران کو اپنے فضل وکرم سے بہترین رنگ میں خدمت کی توفیق بخشے اور اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے۔ آمین

ناظر اعلیٰ قادیان

(۱) جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

صدر جماعت وقاضی : مکرم محمد سلیمان صاحب بی اے — سیکرٹری تبلیغ وتربیت : مکرم ڈی کے سلیمان صاحب
نائب صدر : " یو ابراہیم صاحب — " تعلیم : " پی عبد الحمید صاحب
سیکرٹری مال : " وی عبد الرحیم صاحب — " امور عامہ : " یو حسن صاحب
نائب " " : " عبد الغفور صاحب — آڈیٹر : " ایم پی محمد حنیف صاحب

(۲) جماعت احمدیہ مرکرہ (کرناٹک سٹیٹ)

صدر جماعت وسیکرٹری تعلیم : مکرم جی ایس احمد صاحب
نائب صدر : مکرم پی کے عمر صاحب — سیکرٹری تبلیغ : مکرم بی شیخ علی صاحب
سیکرٹری مال : " پی کے عثمان صاحب — " امور عامہ : " سی کے عبد القادر صاحب

(۳) جماعت احمدیہ یادگیر (کرناٹک سٹیٹ)

امیر جماعت : مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب تاجر — سیکرٹری دعایا : مکرم نصرت اللہ غوری صاحب
نائب امیر : " سیٹھ نعمت اللہ صاحب غوری — " عبد سالم جوجی / فنڈ } " محمود غوری صاحب
سیکرٹری تبلیغ : " محمد خواجہ صاحب غوری
" تعلیم : " مولوی نذیر احمد صاحب بودری — " ضیافت : " سیٹھ نظیر احمد صاحب
" مال : " عبد الحفیظ صاحب گلبرگی — آڈیٹر : " سیٹھ محمد ادریس صاحب
" امور عامہ : " سیٹھ عبد الصمد صاحب — قاضی جماعت : " سیٹھ محمد نعمت اللہ صاحب
" وقف جدید وتحریک جدید : " محمد علی صاحب — امام الصلوٰۃ : " مولوی نذیر احمد صاحب

(۴) جماعت احمدیہ گوری ولوی پیٹھ (آندھرا پردیش)

صدر جماعت : مکرم عبد العزیز صاحب
سیکرٹری مال : " محمد عبد النبی صاحب

(۵) جماعت احمدیہ مونگھیر (بہار)

صدر جماعت : مکرم سید عبد الجبار صاحب
سیکرٹری مال : " ضیاء العارفین "

نوٹ :- مندرجہ بالا اعلان گذشتہ اشاعت میں چھپائی ٹھیک نہ آنے کی وجہ سے دوبارہ شائع کیا جارہا ہے۔

اعلان برائے مبلغین کرام

مبلغین کرام کی آگاہی کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ شروع ہونے والا ہے اس لئے مبلغین کرام اس مہینے میں دورے نہ کریں اور اپنی اپنی جماعتوں میں قیام رکھیں۔ جماعتوں میں درس وتدریس نماز تراویح۔ تہجد اور تربیتی پروگرام جاری کریں تاکہ جماعتیں رمضان المبارک کے بابرکت مہینے سے پوری طرح فائدہ اٹھائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اچھے رنگ میں رمضان المبارک میں جماعتوں کی تربیت کی توفیق بخشے آمین!

ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر لکھنا ہرگز نہ بھولئے (مینیجر)

رمضان المبارک میں
صدقہ وخیرات اور فدیۃ الصیام کی ادائیگی

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان

جماعت مومنین کے لئے ایک بار پھر ان کی زندگیوں میں رمضان المبارک آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب کو اس ماہِ صیام کی برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے ان کے روزے اور دیگر عبادات مقبول ہوں۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے مطابق رمضان المبارک میں کثرت سے صدقہ وخیرات کرنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے کہ آپ رمضان المبارک میں تیز رفتار آندھی سے بڑھ کر صدقہ وخیرات فرمایا کرتے تھے۔

رمضان شریف کے مبارک مہینے میں ہر عاقل بالغ اور صحت مند مسلمان مرد اور عورت کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے روزے کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکان اسلام کی البتہ جو مرد وعورت بیمار ہو۔ نیز ضعف پیری یا کسی دوسری حقیقی مجبوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کو اسلامی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان المبارک کے ہر روزے کے عوض کھانا کھلا دیا جائے اور یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے تاکہ وہ رمضان المبارک کی برکات سے محروم نہ رہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فرمان کے مطابق تو روزہ داروں کو بھی جو استطاعت رکھتے ہوں فدیۃ الصیام دینا چاہیئے تاکہ ان کے روزے مقبول ہوں اور جو کمی کسی پہلو سے ان کے اس نیک عمل میں رہ گئی وہ اس زائد نیکی کے صدقے پوری ہو جائے۔

پس ایسے احباب جو مرکز سلسلہ قادیان میں جماعتی نظام کے تحت اپنے صدقات اور فدیۃ الصیام کی رقوم مستحق غرباء اور مساکین میں تقسیم کرانے کے خواہش مند ہوں وہ ایسی جملہ رقوم "امیر جماعت احمدیہ قادیان" کے پتہ پر ارسال فرمائیں انشاء اللہ ان کی طرف سے اس کی مناسب تقسیم کا انتظام کروا دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان شریف کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور سب کے روزے اور دیگر عبادات قبول فرمائے آمین!

مرزا وسیم احمد
امیر جماعت احمدیہ قادیان

رمضان المبارک

ماہِ صیام انشاء اللہ تعالیٰ بار ماہ ظہور ۱۳۵۶ ہش (بمطابق ۱۷ اگست ۱۹۷۷ء) کو شروع ہو رہا ہے اس بابرکت مہینے میں جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان قرآن مجید کے درس اور نماز تراویح کا انتظام کریں۔ اللہ تعالیٰ سب احباب جماعت کو اس بابرکت مہینے میں روزے رکھنے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور قرآن مجید کے درس اور نماز تراویح میں شامل ہو کر رمضان شریف کے مقدس مہینے کی برکات سے پورے طور پر فائدہ حاصل کرنے کی توفیق دے۔

ناظر دعوت وتبلیغ قادیان